لطیفہ۴

صوفی ومتصوف وملامتی وفقیر

ان کی شناخت اوراس گروہ کے اقسام اورارباب ولایت یعنی غوث واامامان داوتاد
وابراروابدال واخیار کے ذکراور چھپے ہوئے اولیاء کی تشریح،اورتصّوف کے چیز ہے
اورصوفی کس کو کہتے ہیں؟

قال الا شرف :

الصوفی ھوا لموصوف بصفات اللّٰہ سوی الوجوب و القِدَم۔

ترجمہ:- حضرت جہانگیراشرف (قدوۃ الکبرا) قدس سرہٗ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جوصفاتِ الٰہیہ سے سوائے صفت وجوب (وجب الوجود)اور قِدَم کے موصوف ہو۔

حضرت نورالعین کی درخواست پرحضرت قدوۃ الکبرانے فرمایا کہ میں نے ترجمہ عوارف المعارف میں اس سلسلہ میں یہ دیکھا ہے کہ مراتب طبقات مردم (ان کے درجات کے اختلاف کے اعتبار سے) تین ہیں اوّل مرتبہ واصلین وکاملین کا ہےاور یہ سب سے بلند طبقہ ہے۔دوسرا مرتبہ سالکوں کا ہے جوطریقہ کمال پرگامزن ہیں یہ طبقۂ وسطیٰ ہے۔مرتبہ سوم مقیمان کا ہے جوناقص ہیں۔ یہ سب سے نچلا طبقہ ہے۔حضرت واصلین مقربوں اورسابقوں میں شامل ہیں اورسالک حضرات ابراراصحاب یمین ہیں اورکوئے نقصان میں قیام کرنے والوں کومقیمان کہتے ہیں۔یعنی صاحبانِ نقصان یہ اصحاب الشمال ہیں۔

واصلانِ حق

یہ اہل وصول ہیں جو مرتبہ میں انبیاء علیہ السلام کے بعد ہیں، دوگروہوں پرمشتمل ہیں گروہ اوّل ان مشائخ صوفیہ کا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتّباع کے باعث مرتبۂ وصول پر پہنچ گئے ہیں اور اس کے بعد وہ ہدایت خلق کے لئے ماذون و مامور ہوئے بطریق متابعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کامل ومکمل حضرات کا گروہ ہےفضل وعنایت ازلی سے۔ ان کو چشمۂ جمع اور توحید کے عمیق و وسط دریا میں ڈوب جانے کے بعد ماہی فنا کے پیٹ سے تفرقہ و بقا کے ساحل ومیدان میں خلاصی درہائی عطا فرمائی ہے تا کہ مخلوق کو درجات کی کامیابی ونجات کی رہبری کریں۔ طائفہ دوم وہ جماعت ہے جو درجۂ وصول تک تو پہنچی لیکن کامل مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مخلوق کی ہدایت و رہنمائی ان کے سپرد نہیں کی گئی اور یہ ابھی حالِ

http://Ashrafi.org

جمع میں غرق ہیں اور فنا کے عالم میں پہنچ کر اس طرح ناچیز اور اس میں مستہلک ہوئے ہیں کہ ان کو ساحل تفرقہ و بقا سے کوئی خبر نہیں ملتی ہے۔حال جمع سے نکل کر حال تفرقہ میں نہیں پہنچے ہیں۔سالکانِ گنبدِ غیرت اور دیارِ حیرت کو طے کرنیوالے حضرت کے زمرہ میں تو یہ حضرات شامل ہوگئے ہیں لیکن درجہ ٔ کمال کے وصول کے بعد دوسروں کی تکمیل ان کے سپرد نہیں کی گئی ہے اور یہ بحرِ حیرت میں اس طرح مستغرق ہوئے اور منزل فنا میں اس طرح پہنچے کہ پھر کسی کو ان کو خبر نہیں ملی۔

گروہ سالکان

حضرت سلوک بھی دو قسم کے ہیں ایک تو طالبانِ مقصدِ اعلیٰ ، یہ مریدان وجہہ اللہ میں جن کے بارے میں کہا گیا ہے يُرِيدُونَ وَجْهَهُ [1] (وہ اس کے دیدار کے خواہاں ہیں) دوسرا گروہ طالبان متصدِ سفلی کا ہے، یہ مریدان آخرت ہیں جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا (وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ [2] (اور تم میں سے طالبانِ آخرت ہیں)

طالبان حق کے دو گروہ ہیں ۱۔ متصوفہ ۲۔ ملامتیہ

متصوفہ:۔ یہ وہ جماعت یا گروہ ہے کہ بعض صفات نفسانی سے ان کو رہائی مل گئی ہے اور صوفیہ کے بعض اوصاف واقوال سے متصف ہوگئے ہیں اور صوفیہ کرام کے احوال کی نہایت سے ان کو آگاہی حاصل ہوگئی ہے، لیکن ابھی تک کچھ نفسانی صفات کے دامنوں میں جو ان کے اندر باقی رہ گئے ہوں الجھے ہوئے ہیں جس کے باعث اہل قرب کی نہایات وغایات تک وصول سے محروم ہیں۔

ملامتیہ:۔ یہ وہ جماعت ہے جس کے افراد صدق واختصاص کے قاعدوں کی محافظت اور اخلاص ومحبت کے معنی کی رعایت میں انتہائی جدوجہد کرتے ہیں لیکن اپنی طاعات کو پوشیدہ رکھنے اور اپنے نیک کاموں کے چھپانے کی پوری پوری کوشش کرنا اپنے لئے واجب سمجھتے ہیں باوجودیکہ اعمال صالحہ کی ادائیگی میں کچھ بھی فروگذاشت نہیں کرتے ہیں اور تمام فضائل ونوافل پر کاربند رہنا اپنے لئے لازم جانتے ہیں ان کا مشرب ہر حال میں اخلاص ہوتا ہے اور ان کی لذت اسی میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ ان کے کاموں اور حالتوں کو دیکھے، جسطرح گنہ گار گناہ کے ظاہر ہو جانے سے بچتا ہے اسی طرح یہ حضرات اپنی بندگی کے ظہور سے کہ ریا کا گمان ہے بچتے ہیں تاکہ قانون اخلاص بگڑنے نہ پائے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً اس شعر کے مضمون کو ارشاد فرمایا۔

بیت

چوروئ پرستید نت درخداست — عبادت تری گر ہے بہرِ خدا
اگر جبرئیلت نہ بیند رواست — نہ جبرئیل دیکھیں اُسے ہے روا

---

[1] پ ۷ سورۂ انعام ۵۲ [2] پ ۴ سورۂ آل عمران ۱۵۲

http://Ashrafi.org

بعض حضرات نے طبقہ ملامتیہ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ الملامتی ھوالذی لا یظھر خرًا ولا یُضمر شرًا (ملامتی وہ ہے جو نہ اپنے خیر کو ظاہر کرے اور نہ اپنے شر کو چھپائے) قال الا شرف الملامتی ھوالذی لا یظھر خیراً و شرًا ۔اشرف کہتا ہے کہ ملامتی وہ ہے جو نہ اپنے خیر کو ظاہر کرے اور نہ اپنے شر کو۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے ملامتی کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ملامتی وہ گروہ ہے کہ جو کچھ ان کے باطن میں ہے وہ اپنے ظاہری احوال سے اس کو ظاہر نہیں کرتے ۔ باطن کا کوئی اثر ظاہر سے نمایاں نہیں ہوتا اور یہ ایک بہت ہی اعلیٰ گروہ ہے یہ اپنے اطوار سے بڑے بوڑھوں کی نقل کرتے ہیں۔خود کو بوڑھا اور نامرد ظاہر کرتے ہیں اور شرح اس کی یہ ہے کہ ملامتی جب اخلاص کا مزہ حاصل کر لیتا ہے اور صدق اس کے اندر متحقق ہو جاتا ہے تو وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص اس کے احوال سے اس کے حسن و جمال سے اور اس کے اعمال سے آگاہ ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب میں سفر روم کی مسافت طے کر رہا تھا وہی روم جس کے بارے میں کہا گیا ہے ما دخلہ المعصوم (اس میں کوئی معصوم داخل نہیں ہوا) تو جنگل میں ایک شخص کا ساتھ ہو گیا۔ مجھے قطعاً پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان کا تعلق کس مذہب سے ہے اور کس قسم کی عبادت کرتے ہیں آخر کار (مدت کے بعد) یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ولی کامل ہیں۔اور فقیر کے ساتھیوں میں کمال جوگی اسی طبقہ سے ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک بار شہر سبزوار کی جامع مسجد سے گذر رہا تھا قریب ہی ایک باغ گلہائے رنگا رنگ سے آراستہ تھا۔ بڑی عمدہ عمدہ روشیں اور پھولوں کے تختے کھلے ہوئے تھے،ایک تختہ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پہلو میں ایک حسین وجمیل عورت تھی اور صراحی سامنے رکھی تھی اور طرح طرح کے ماکولات موجود تھے اور وہ کچھ شعر گنگنا رہا تھا اور خوب ہنسی مذاق کی باتیں ہو رہی تھیں ہم نے خیال کیا کہ یہ جوان شراب پیئے ہوئے ہے اور لہو میں مبتلا ہے نشہ میں چہک رہا ہے یہ سب کچھ نفس امارہ کا کرشمہ ہے آخر کار یہ پتہ چلا کہ وہ عورت اس کی بیوی تھی اور صراحی میں شربت گلاب تھا جو پی رہے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ ملامتی صوفیہ کا گروہ عزیز الوجود اور شریف الحال ہونے کے باوجود چونکہ ان سے کلی طور پر وجود خلقیہؔ کا حجاب دور نہیں ہوتا اس لیے وہ جمال توحید کے مشاہدہ اور حال توحید کے معائینہ سے محجوب رہتے ہیں کیونکہ خلق کی نگاہ سے اس درجہ اعمال واحوال کو چھپانا ٹھیک طور پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ خلق اور اپنے نفس کے وجود کو دیکھتے ہیں جو حقیقت توحید کے خلاف ہے اور نفس بھی حالِ اغیار سے ہے وہ لوگ اب تک اپنی حالت کو دیکھتے ہیں اپنے اعمال واحوال کے مشاہدہ سے اغیار کو پوری طرح نہیں نکالا ہے۔

ان کے اور صوفیہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ عنایت ایزدی کی بدولت صوفیہ کو اپنے وجود سے بطور کلی رہائی مل گئی ہے اور خلق کا اور انانیت کا حجاب ان کے مشاہدہ (شہود) کی نظر سے پوری طور پر اٹھا لیا گیا ہے۔ پس بے شک وشبہ یہ حضرات طاعات و بندگی اور صدورِ خیرات (اعمالِ خیر) میں خود کو اور مخلوق کو اپنے درمیان نہیں پاتے ہیں اس طرح نظر خلق کی اطلاع سے محفوظ و مامون رہتے ہیں اور وہ اپنے احوال کے اخفا اور ستر احوال میں کسی خاص بات کے پابند نہیں ہیں اگر وہ اظہار بندگی کو مصلحت وقت سمجھتے ہیں تو اس کو ظاہر کر دیتے ہیں اور اگر اس کا اخفا مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو چھپاتے ہیں۔ پس ملامتیہ مخلِص ہیں (لام کے زیر کے ساتھ) اور صوفیہ مخلَص ہیں (لام کے زبر کے ساتھ ارشاد ہے انا اخلصنٰھم بخالصۃ[1] (ہم نے ان کو خالص کر دیا ہے نعمت خاص کے ساتھ) ان کا وصف حال ہے۔

طالبان آخرت کے چار گروہ ہیں ۱۔زہاد ۲۔فقراء ۳۔خدام ۴۔ عباد

زہاد:۔

یہ وہ لوگ ہیں جو نورِ ایمان وایقان سے جمال آخرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور دنیا کو صورت قبیح میں دیکھتے ہیں اور یہ حضرات فنا ہونے والی بیہودہ زینت کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ہمیشہ رہنے ولی حقیقی خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں اور ان لوگوں کی صوفیہ سے علیحدگی یہ ہے کہ زاہد اپنے حظِ نفس کے سبب حق سے حجاب میں رہ جاتا ہے کیونکہ بہشت حظِ نفس کا مقام ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے فِيهَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ[1] (اس میں ہر وہ چیز موجود ہے جس کی نفس خواہش کرے گا) اور صوفی تو جمال ازلی کے مشاہدہ اور ذات لم یزلی کی محبت میں دونوں جہاں سے محجوب ہوتا ہے جس طرح دنیا میں اس کو رغبت نہیں رہتی اس طرح آخرت سے بھی اس کی رغبت ختم ہو جاتی ہے۔ پس صوفی کا زہد میں جو مرتبہ اور درجہ ہے وہ اس زاہد کے مرتبہ سے جداگانہ ہے کہ جس سے خواہش نفس بالکل علیٰحدہ ہے۔

فقراء:۔

یہ ایسا گروہ ہے جو دنیاوی ساز و سامان میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور جنہوں نے فضل و کرم ایزدی کی طلب میں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کی خاطر سب چیزوں کو ترک کر دیا ہے ترک اسباب دنیاوی کا باعث ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک ہوتا ہے۔ پہلی چیز اور پہلا باعث تو حساب میں تخفیف یا خوف عذاب ہے کہ حلال چیزوں کے صرف کا حساب ہوگا۔ اور حرام چیزوں پر عذاب و عتاب، دوم یہ کہ توقع فضل ثواب میں اور جنت میں اغنیا سے پہلے داخل ہونے کی امید میں کہ فقراء اغنیا سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ سوم یہ کہ سکون دل واطمینان قلب نصیب ہوتا کہ حضور دل کے ساتھ زیادہ عبادت کی جا سکے۔ فقراء کا ملامتیہ ومتصوفہ سے فرق اس میں ہے کہ وہ طالب بہشت اور اپنے حظ نفس کے خواہاں ہیں اور یہ حضرات حق تعالیٰ اور اس کے قرب کے خواہاں ہیں اور اُس

[1] پ ۲۵ سورۃ الزخرف ۷۱

http://Ashrafi.org

مرتبہ کے سوا فقر میں ایک مرتبہ اور مقام ایسا ہے جو ملامتیہ اور متصوفہ کے مقام سے بلند اور ورا ہے۔ادر دہ خاص صفت صوفی کی ہے اس لیے کہ صوفی کا مرتبہ اگر چہ فقر سے ورا اور بلند ہے لیکن اس کے مقام کا خلاصہ اس کے مقام میں موجود ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ صوفی کے لیے شرط ہے کہ وہ جملہ شرائط ولوازم کے ساتھ مقام فقر سے عبور کر چکا ہو۔اب وہ جس مقام پر اپنے اس مقام سے ترقی کرے گا اس کے تقوی اور صفا میں اضافہ ہوگا اور وہ زیادہ نمایاں ہوگا اور ہر مقام پر وہ اپنا رنگ دکھلائے گا۔

پس فقر صوفی کے مقام میں یعنی فقر صوفی کے اندر ایک مزید وصف کی حثیت رکھتا ہے۔صوفی میں یہ فقر تمام اعمال واحوال ومقامات میں اس کی ذات سے سلبِ نسبت بن جاتا ہے اور پھر کسی چیز پر اس کا تملک باقی نہیں رہتا۔اس طرح کہ وہ کسی کام میں یا اپنے کسی حال میں اور کسی مقام میں خود کو موجود نہیں پاتا۔اور اپنی ذات سے عمل، حال اور مقام مخصوص نہیں گردانتا بلکہ وہ خود کو بھی بھول جاتا ہے ان احوال میں اپنی ذات کو کارفرا نہیں پاتا۔پس اس صورت میں نہ اس کا وجود رہتا ہے، نہ ذات اور نہ صفت وہ محو در محو وفنا در فنا کی منزل پر ہوتا ہے۔ یہی وہ فقر ہے جس کے فضائل میں مشائخ کرام نے بہت کچھ فرمایا ہے۔اس سے قبل جو کچھ فقر کے بارے میں کہا گیا ہے وہ فقر رسمی ہے اس فقر کے بارے میں شیخ عبداللہ خفیف قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ الفقر عدم الا ملاك و الخروج عن احكام الصّفات (مالکیت کا نہ ہونا اور احکام صفات سے بارہ ہونا فقر ہے) یہی فقر کی جامع تعریف ہے فقر کی رسم وحقیقت دونوں کو شامل ہے۔بعض مشائخ نے فقر کی تعریف اس طرح بھی کی ہے الفقير هو الذى لا يَملِكُ و لا يُملّكُ (فقیر وہ ہے جو نہ مالک ہو نہ مالک کرے)

صوفی کی مقام فقیر سے برتری اس اعتبار سے ہے کہ فقیر ارادت فقر اور ارادتِ حظِ نفس سے محجوب ہوتا ہے یعنی وہ ارادتاً فقر اور ترکِ حظِ نفس کو اختیار کرتا جبکہ صوفی کے لئے کوئی ارادہ مخصوص نہیں ہے۔فقر ہو یا غنا اس کا ارادہ ارادۂ حق میں محو ہو جاتا ہے بلکہ اس کا ارادہ عین ارادتِ حق ہوتا ہے اسلئے اگر وہ صورت فقر اور رسم کو اختیار کرتا ہے تو اپنے ارادہ واختیار سے نہیں ہوتا کیونکہ اس کا ارادہ تو حق کی ارادت ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے شیخ ابوعبداللہ کا اس سلسلہ میں یہ قول نقل فرمایا کہ:۔

الصوفى من الستصفاه الحق لنفسه توَدُّرًا وا لفقير من استصفا نفسه فى فقره تقرباً (صوفی وہ ہے جسکو حق تعالٰی نے اپنے کرم سے اپنے لئے منتخب فرمالیا ہے اور فقیر وہ ہے جو خود اپنے فقر میں بغرض عبادت صفائی کا طالب ہے)

بعض حضرات نے اس طرح تعریف کی ہے:۔

الصوفى هو الخارج عن النعوت وا لرسوم د الفقير هوالفاقد للا شياء

(صوفی وہ ہے جو باہر نکل گیا ہے صفات ورسوم (کی قیود) سے اور فقیر وہ ہے جس نے چیزوں کو گم کر دیا ہے)

http://Ashrafi.org

حضرت نورالعین کی درخواست پر حضرت قدوۃ الکبرا نے آثار فقیر کے متعلق فرمایا کہ جب حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی سے دریافت کیا گیا کہ درویش کے لیے کم سے کم کیا خوبی اور وصف ہونا چاہئیے کہ فقر کا لقب اس کے لیے سزاوار اور موزوں ہا جائے انہوں نے فرمایا ان تین باتوں سے کم اس میں نہیں ہونا چاہئیے اول صحیح اور درست پیوند لگانا جانتا ہو۔ دوم سچ بولنا جانتا ہو اور سچ بات سننا پسند کرتا ہو۔ سوم زمین پر ٹھیک طرح پاؤں رکھنے سے واقف ہو۔ جب انہوں نے یہ بات فرمائی تو اس وقت میرے ساتھ کچھ اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ جب ہم ان کے خدمت سے اٹھ کر اپنی منزل پر واپس آئے تو میں نے کہا کہ آؤ ہم میں سے یہ ایک سلسلہ میں کچھ کہے۔ چنانچہ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ اس میں کہا جب میری نوبت آئی تو میں نے کہا کہ ٹھیک ٹھیک پیوند لگانا یہ ہے کہ مرقع کو فقر کے ساتھ سیا جائے نہ کہ زینت کے ساتھ اگر مرقع میں تم فقر کے ساتھ پیوند لگاؤ گے تو درست نہ ہونے کی صورت میں بھی درست اور موزوں ہوگا۔ سخن درست کہنا اور سننا یہ ہے کہ زندگی میں اسکو سنے نہ کہ مردگی میں اور معقول بات کہے نہ کہ مذاق کرے اور اسکے بھید کو کیف و حال سے سمجھے نہ کہ عقل سے، اور زمین پر ٹھیک پاؤں رکھنے سے مراد ہے کہ زمین پر پاؤں وجد کے عالم میں رکھے وجد میں پاؤں زمین پر مارے لہو ولعب کے لیے نہیں! میری اس تشریح کو بعینہ ان بزرگ (شیخ ابوالقاسم گرگانی) کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے سُن کر فرمایا:۔ اصاب علی اجر اللّٰہ تعالیٰ اس نے حق تعالیٰ کے اجر پر ٹھیک بات کہی (یعنی جو کچھ کہا درست کہا۔ اللہ اس کا اجر عطا فرمائے) حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ یہ اوصاف اس کے لیے ضروری ہیں جو فقر جو فقر حقیقی پر پہنچ گیا ہے برخلاف فقراء رسمی کے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس طائفہ کے لیے ضروری ہے کہ خود کو لباس فقر سے آراستہ کریں اگر اس کا فقر درجاتِ اخروی کے حصول کے لیے ہو تو بہتر ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فقر کو اختیار فرمایا ہے۔ فقرا کے درجات عالیہ اور مقامات متعالیہ کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ ان سے معمولی سی بے التفائی فرمانے پر باری تعالیٰ کی جناب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ [1]

(اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ ثابت قدم رکھیئے جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کے دیدار کے خواہاں ہیں)

بات یہ تھی کہ جب تک اصحاب صفہ میں سے ایک بھی صحابی مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان ہی کی طرف توجہ فرماتے اور مصروف گفتگو رہا کرتے اور کسی

---

[1] پ ۱۵ سورہ کہف ۲۸

http://Ashrafi.org

کی طرف آپ توجہ نہ فرماتے اور حضور کی چشم مبارک انہی پر مرکوز رہتی ۔ یہ آیت ان ہی اصحاب کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی جس کی تفصیل یہ ہے:۔

قریش کے سرداروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب صفہ کے ساتھ یہ التفات خاص حسد کا باعث بن گے۔ چنانچہ یہ لوگ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ ان مسلمانوں کے ساتھ جو سوائے حق پرستی اور عبادت گزاری کے اور کسی حیثیت کے مالک نہیں ہیں، بات چیت ترک نہ کرینگے تو ہم آپ کے پاس آنا چھوڑ دیں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ شرط قبول فرمانا مناسب نہیں سمجھا۔ جب کفار اس امر سے ناامید ہوئے تو بولے کہ اچھا ان سے قطع کلام نہ کیجئے تو اتنا ہی کیجئے کہ ہماری موجودگی میں اور ہم سے گفتگو فرماتے وقت آپ ان لوگوں کی طرف متوجہ نہیں ہوا کریں گے جب تک ہم اسلام قبول نہ کرلیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ شرط منظور فرمائی کہ مجلس میں ان سرداروں کی موجودگی میں آپ اصحاب صفہ کی طرف توجہ نہیں فرمائیں گے کیونکہ آپ ہمیشہ سے اس امر کے خواہاں تھے کہ یہ رؤسائے قریش اسلام قبول کرلیں اس وقت اس بارے میں اس آیت کا نزول ہوا۔ ان ہی اصحاب صفہ میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ بھی تھے جب کبھی ان پر خاص کیفیت طاری ہوا کرتی تھی تو اس وقت وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ ہوں جس کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ناخوشی کا اظہار فرمایا ہے ان کا اشارہ اس وحی کی طرف ہوتا تھا جو اس قضیہ میں نازل ہوئی تھی۔

حضرت در یتیم نے بصد تکریم عرض کیا کہ بعض ارباب فضائل فقر پر غنا کو فضیلت دیتے ہیں یہ کیا صورت ہے اس لیے کہ اگر غنا کو فقر پر فضیلت حاصل ہوتی تو سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی [1] (آپ کی نگاہ نے کسی طرف میل نہیں کیا اور نہ حد سے بڑھی) کے لباسِ اعلیٰ سے آراستہ ہوتے؟

آداب المریدین میں کہا گیا ہے کہ ارباب تصوف و مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ فقر غنا سے افضل ہے وہ بھی جبکہ دولت مندی رضاء الٰہی کی موجب ہو تو اگر کوئی دلیل میں قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے پیش کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ اوپر والا ہاتھ بزرگی حاصل کرتا ہے اپنے پاس کی چیز کو نکالنے سے اور نیچے والا ہاتھ نقصان پاتا ہے اوپر والے ہاتھ کی چیز کے لینے سے تو سخاوت اور بخشش کی فضیلت بیان کرنے میں فقر کی بزرگی کی دلیل ہے تو جس نے فقر پر دولتمندی

---

[1] پ ۲۷ سورہ النجم ۱۷

http://Ashrafi.org

کو ترجیح عطاو بخشش کے سبب دی ہے وہ ایسا ہے جیسا کسی نے گناہ کو عبادت پر ترجیح فضیلتِ توبہ کے سبب دی۔

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور بلاشبہ تھوڑی روزی پر خوش رہنا تھوڑے سے عمل کو پاک کر دیتا ہے۔ (ہر عمل میں اعتدال اختیار کرنا چاہئیے اور قلیل روزی پر بھی خوش ہونا چاہئیے اور قناعت اختیار کرنا چاہئیے)

حضر قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ ابوالعباس نہاوندی فرماتے ہیں کہ:

الفقر بداية التصوف فقر تصوف کی ابتداء ہے

زہد اور فقر میں فرق یہ ہے کہ فقر بغیر زہد کے پایا جاسکتا ہے جیسے کوئی شخص عزم راسخ وثابت کے ساتھ دنیا کو ترک کردے لیکن اس کی رغبت پھر بھی دل میں باقی رہے اسی طرح زہد بغیر فقر بھی ممکن ہے جیسے کوئی شخص اسباب رغبت مال ومتاع کے باوجود اس سے گریزاں ہو۔ فقر کی ایک رسم ہے اور ایک حقیقت ہے، فقر کی رسم کا تو املک کا نہ ہونا ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کا اختصاص کو اپنے ساتھ باقی نہ رکھے) رسمِ فقر زہد میں موجود ہے (کہ زہد میں املاک کا عدم ہوتا ہے) اور حقیقت و معنی زہد یہ ہیں کہ رغبت دنیا سے صرف نظر کرے (دنیا سے رغبت نہ رہے) خداوند تبارک وتعالیٰ جب اپنے بعض خاص بندوں (اولیاء) کو اپنی عزت کے دامن میں پناہ دے دیتا ہے تو ان کو غیروں کی نظروں سے چھپا دیتا ہے اور بظاہر ان کو غنا (توانگری) کا لباس پہنا دیتا ہے جو رغبت کی ایک صورت ہے تاکہ اہل ظاہر ان کو دنیا کے توانگروں ہی میں شمار کریں (ان کو صاحبان دولت جانیں) اس طرح اللہ تعالےٰ ان کے جمال حال کو نامحرموں کی نظر سے پوشیدہ رکھتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فقر و زہد دونوں ہی صوفی کے حال کے لوازم ہیں۔

چنانچہ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ مجدالدین بغدادی (قدس سرہٗ) کی خانقاہ کے لنگر کا خرچ ۲ لاکھ دینار زرِسرخ تھا (دولاکھ اشرفی) میں نے حساب لگایا تھا کہ انہوں نے ۵ لاکھ دینار کی جائیداد خانقاہ کے لیے وقف کر دی تھی کہ یہ ان صوفیہ پر خرچ کی جائے جن کا تعلق ہمارے سلسلہ سے ہو۔

حضرت شیخ علاءالدولہ سمنانی کے توبہ کا بیان

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی (قدس سرہٗ) سمنان کے شاہی خاندان سے تھے اور اس فقیر (اشرف جہانگیر) کے اقرباؑ میں سے تھے انکے توبہ کا سبب یہ ہوا کہ پندرہ برس کی عمر میں سلطان وقت کی خدمت میں رہتے تھے ایک جنگ کے دوران جو حضرت سلطان ابراہیم (نور اللہ مرقدہٗ) کے دشمنوں سے لڑنا پڑی تھی آپ پر جذب وشوق پیدا ہوا اور آپ میدان جنگ سے نکل کر عازم بغداد ہوگئے، اور بغداد پہنچ کر حضرت شیخ نورالدین، عبدالرحمٰن کسرتی

http://Ashrafi.org

کی صحبت میں سلوک کی منازل طے کیں، ترک تجرید وتفرید کے بعد آپ کی خانقاہ کا یومیہ خرچ ایک سو اشرفی تھا۔ یہ خانقاہ سکا کیہ جو اس فقیر کے آباؤ اجداد کی طرف سے سمنان میں تعمیر ہوئی تھی، موجود ہے اس زمانہ میں شیخ خانقاہ، شیخ علاء الدولہ سمنانی تھے۔

بعض مشائخ صوفیہ نے رسمِ فقر کو اختیار کیا ہے اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السّلام کی اقتدا کریں اور دنیا سے کم سے کم تعلق رکھیں اور اپنی زبان حال سے طالبان حق کو دعوت دیں اور ان میں رغبت پیدا کریں۔ ان کا رسم فقر کو اس طرح اختیار کرنا اختیار حق کے لیے ہوتا ہے حظّ آخرت کے حصول کے لیے نہیں ہوتا۔

خدّام:۔ یہ وہ حضرات ہیں جو فقیروں اور طالبانِ حق کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ یاداؤ داذار أیت لی طا لباً فکن له خادماً (اے داؤد! جب تم میرے کسی طلب کو دیکھو تو اس کے لئے خادم بن جاؤ)

یہ حضرت اپنا تمام وقت ادائے فرائض کے بعد حضراتِ صوفیہ کی خدمت میں ان کی آسودگی خاطر کے لیے صرف کرتے ہیں اور ان کے لیے امور معاش کے اہتمام میں مصروف رہتے ہیں اور برحسب استعداد اَمر معاد میں بھی تعاون کرتے ہیں اس خدمت کو نوافل اور عبادتوں سے مقدم سمجھتے ہیں ان حضرات کی ضروریات کی فراہمی میں ایسے ہر طریقہ کو اختیار کرتے ہیں جو ندموم نہ ہو۔ ان میں سے بعض حضرات کسب کو بعض گداگری کو اختیار کر لیتے ہیں اور بعض فتوح حاصل کر کے ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں اور اس لینے دینے (اخذ وعطا) میں ان کی نظر حق پر ہوتی ہے اور خلق کو لینے میں عطاء الٰہی کا واسطہ جانتے اور دینے میں قبول کرذ ریعہ سمجھتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرانے فرمایا (تقریباً یہ الفاظ تھے) کہ حضرت شیخ ابواسحاق بن شہریار گازرونی فقراء ہی کی خدمت سے اس بلند مرتبہ پر پہنچے تھے اور مقصود اعلیٰ کو حاصل کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ شیخ ابواسحاق قدس سرہٗ گازرون کے ایک گاؤں میں کپڑا بننے کے کام میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت شیخ ابوعلی حسین بن محمد فیروز آبادی جو اصحاب توحید کے پیشوا اور مقدائے ارباب تفرید گزرے ہیں اور ایک صاحب ولایت اور صاحب تصرف بزرگ تھے سفر کی حالت میں تھے اتفاقاً ان کا گزر اس گاؤں میں ہوا۔ شیخ ابو اسحاق کو انہوں نے تانے بانے کی درستی میں مشغول پایا جیسے ہی شیخ ابوعلی کی نظر شیخ ابواسحاق پر پڑی تو اپنے نور ولایت سے ان کو حاصل ہونے والے مراتب کی حقیقت کو پہنچ گئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ نسّاج اپنے زمانہ کا قدوۃ الاولیاء اور زبدۃ الاصفیا ہو گا۔ آپ نے شیخ ابو اسحاق سے فرمایا آؤ! میرے مرید ہو جاؤ شیخ ابواسحاق نے کہا کہ میں مرید کے آداب اور طریقوں سے واقف نہیں ہوں یہ بہت ہی سادہ لوح تھے انوار رشد و

http://Ashrafi.org

ہدایت ومرید ومراد کے رموز وآثار سے ان کو آگاہی نہیں تھی حضرت شیخ ابوعلی نے فرمایا کہ:۔اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۱؎ (وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں) کے ارشاد کے مطابق اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور کہو کہ میں آپ کا مرید ہوگیا۔ چنانچہ حضرت شیخ ابواسحاق نے ایسا ہی کیا اور اس طرح وہ حضرت شیخ ابوعلی کے مرید ہوگئے۔ جب ان کو مرید کرلیا گیا اور شیخ ابو علی سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضرت شیخ ابواسحاق نے عرض کیا کہ اب جب کہ آپ نے مجھے مرید کرلیا ہے تو مجھے کچھ وصیت بھی فرمایئے تا کہ میں اس پر کاربند رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ فی الوقت تمہارے لیے میری یہی وصیت ہے کہ فرائض کے ادا کرنے کا پورا پورا خیال رکھو اور جو کچھ کھاؤ اس میں سے کچھ فقراء کو حصہ مقرر کردو تا کہ ان کی مہمانی میں صرف کروانہوں نے اس بات کو قبول کرلیا اور وہ پیر کے اشارہ پر کاربند ہوگئے اور اپنی خوراک کا کچھ حصّہ فقیروں کی خدمت میں پیش کردے کرتے تھے۔ ایک دن اتفاق سے تین بزرگ جو صاحب تصرف تھے ان کے گاؤں میں وارد ہوئے۔ شیخ ابواسحٰق ان حضرات کیلئے آشِ جو پکانے لگے کھانا ابھی تیار نہیں ہوا تھا کہ تینوں درویش ان کے گاؤں سے روانہ ہوگئے حضرت شیخ ابواسحٰق اسی طرح نے پکا ہوا کھانا چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور ان بزرگوں کے پیچھے دوڑے اور اپنے حصہ کی تین روٹیاں جو موجود تھیں ان کے سامنے رکھ دیں' جب انہوں نے وہ روٹیاں کھالیں تو کہا کہ اس بافندے (جولاہے) نے تو اپنا کام پورا کردیا ہم کو بھی اس کیلئے کچھ کرنا چاہیئے۔

شعر

کسی کز تو وفائی پیش کردہ — کسی نے کیا تم سے گر ہے وفا
چوازوی بگذری انصاف نبود — جو منصف ہو دو اسکو پوری جزا

چنانچہ ان میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ میں اسکو دنیا دیتا ہوں' دوسرے نے کہا کہ دنیا کی راحت وآسودگی سے یہ تفرقہ میں پڑ جائے گا میں اس کو دین دیتا ہوں تیسرے بزرگ نے فرمایا کہ ہم لوگ جواں مرد ہیں اور اللہ کے خزانہ میں جو خزائن السمٰوات والارض ہے کسی چیز کی کمی ہے اس کو ہم دنیا بھی دیتے ہیں اور دین بھی دیتے ہیں۔ یہ فرما کر تینوں بزرگ روانہ ہوگئے۔

حق تعالیٰ نے ان بزرگوں کے پاک انفاس کی برکتوں سے دین کی منزل میں آپ کو ایسے بلند مرتبہ پر پہنچایا کہ شیخ ابواسحاق بہت سے اکابر کے پیشوا بن گئے اور دنیا کے معاملات اور اسباب میں آپ کے حیثیت یہ ہوئی کہ ان کے مزار متبرکہ پر پانچ سو دینار کا لنگر فقراء کو کھلایا جاتا ہے۔

آپ کا مرقد اور مزار شریف ایک گھاٹ کے فریب واقع ہے ۔ قافلہ والے اور مسافر اس قدر

۱؎ پ ۲۶ سورہ ٔفتح ۱۰

فتوح اورنزرانے پیش کرتے ہیں کہ اسکی تشریح وتفصیل ناممکن ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ بہت سے اہل حرفہ اس شرف و بزرگی سے مشرّف ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے علم حال کو علم قال پر فوقیت بخشی ہے، مولانا رومی فرماتے ہیں:

شعر

گر نہ علم حال فوق قال بودی کی شدی — گر نہ علم حال فوق قال ہے کیسے بنا

بندہ اعیاں بخارا خواجہ نساج را — بندہ سردار بخارا خواجۂ نساج کا

بہت سے اکابر صوفیہ نے خواجہ نسّاج سے ان بزرگ ابواسحاق نساج کے علاوہ ایک دوسرے خواجہ ابوبکر نسّاج کو سمجھا ہے یعنی ابواسحاق نساج کے علاوہ ایک دوسرے بزرگ کی ذات گرامی مراد لی ہے اور بعض اکابر نے خواجہ نسّاج سے شیخ ابواسحاق گاذرونی ہی کی شخصیت مراد لی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ صوفیہ کاملین بھی خدام کے لیے جو کچھ مناسب ہوتا تھا اس کا خیال رکھتے تھے اور ان کی کسی ایسی بات کی طرف ملتفت ہی نہیں ہوتے تھے جو ان کے لیے ناگواری کا موجب بنتی تھی چنانچہ آپ نے فرمایا کی شیخ ابولعباس قصاب جو ایک صاحب کرامات بزرگ تھے اور بڑے صاحبِ فہم وفراست تھے اور وہ غوث وقت تھے ایک دن ان کی ملاقات کے لیے ایک نادان مصر سے شہر آمل میں ان کی خدمت میں آیا لیکن اس نادان نے شیخ کو سلام تک نہیں کیا اور پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد وہ طہارت خانہ میں گیا وہاں کچھ کوزے رکھے ہوئے تھے جن سے لوگ ہاتھ منہ دھوتے تھے وہ ان میں سے ایک اٹھالیتا اور توڑ ڈالتا یہاں تک اس طرح اس نے وہ تمام کوزے توڑ ڈالے اس کے بعد اس نے خدّام سے کہا کہ جاؤ اپنے شیخ سے کہو کہ مجھے اور کوزے درکار ہیں لوگوں نے شیخ سے یہ بات کہی اور کہا کہ جس قدر کوزے وہاں تھے وہ سب کے سب اس نے توڑ دیے ہیں۔ شیخ نے فرمایا جاؤ بازار سے اور خرید لاؤ لوگ لے آئے، وہ اس بات سے غافل طہارت خانہ سے نکلا اور کہا کہ مزید کوزے کیوں نہیں لائے اگر کوزے نہیں ہیں تو شیخ سے کہو کہ اپنی داڑھی مجھے دے تاکہ میں اس سے استنجا کرلوں۔ شیخ نے اسکی یہ بات سُن لی، اپنی جگہ سے کود ے اور اپنی لمبی سفید نورانی داڑھی کو دونوں ہاتھوں میں لئے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے پسرِ قصاب کا نتیجہ یہاں تک پہنچا کہ اس کی داڑھی استنجا کرنے کے قابل ہے، اس غافل نے یہ بات سن لی اور فوراً شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ اے شیخ! میں آپ سے مسلمان ہوتا ہوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا بھائیوں کی خدمت سے جی چرانا مقصود خدمت سے محرومی کا موجب ہے۔ شیخ ابوعبداللہ کا ارشاد ہے:۔ من تعذر عن خدمة اخوانه اورثه الله تعالیٰ ذُلّا لا انفکا ك منه له ابدًا ۔(جو کوئی اپنے دوستوں کی خدمت میں دریغ کرتا ہے اس کو حق تعالےٰ ایسی ذلت دیتا ہے کہ پھر کبھی اس سے چھٹکارا نہیں ملتا، حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مخلوق کی خدمت سعادت کی نشانی ہے جو کوئی خدمت خلق کا عادی ہو جاتا ہے وہ خالق کی خدمت بآسانی کر لیتا ہے۔ مظاہرِ کائنات خداوند تعالیٰ کی صفات کے

http://Ashrafi.org

مظہر ہیں۔اس اعتبار سے مخلوق کی خدمت عین خالق کی خدمت ہے۔آپ نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ شیخ ابوطالب خزرج شیراز میں آئے وہ پیٹ کے مرض (علّتِ شکم) میں مبتلا تھے۔خانقاہ کے مشائخ نے فرمایا کہ ان کی خدمت کون اپنے ذمہ لیتا ہے۔شیخ خفیف نے ان کی خدمت کرنا قبول کیا۔ ہر رات میں وہ پندرہ مرتبہ یا سترہ مرتبہ (پانزدہ یاھفتدہ بار) ضرورت کے لیے اٹھتے تھے (اور شیخ خفیف ان کی خدمت بجالاتے تھے) شیخ عبداللہ خفیف فرماتے ہیں کہ ایک رات میں ان کی خدمت میں حسب دستور موجود تھا۔ بہت رات ہو چکی تھی۔ مجھے کچھ غنودگی سے آگئی۔ یکبارگی انہوں نے مجھے آواز دی۔ میں نہیں سن سکا۔دوبارہ انہوں نے مجھے پھر پکارا میں نے پر نہیں سنا۔ان کے تیسری بار آواز دینے پر میں اٹھا اور طشت لے کر ان کے پاس پہنچا۔انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے برخوردار اجب تم مخلوق کی خدمت بھی اچھی طرح انجام نہیں دے سکتے تو تم خالق کی خدمت کس طرح انجام دے سکتے ہو۔اسی طرح ایک اور موقع پر میں موجود نہ تھا تو انہوں نے مجھے پکارا اے شیرازی! میں نے ان کی آواز نہیں سنی۔دوسری مرتبہ پھر آواز دی اور فرمایا اے شیرازی! تجھ پر اللہ کی پھٹکار۔ میں یہ سن کر فوراً طشت لے کر دوڑا۔

اس موقع پر شیخ علی ویلمی نے شیخ ابوعبداللہ خفیف سے دریافت کیا کہ تم نے ان کو پھٹکار اور لعنت کس طرح سُن لی۔انہوں نے جواب دے جس طرح رَحِمَكَ اللہ دعا کی صورت میں سنا جاتا ہے۔(یعنی مجھ پر ان کی لعنت کچھ بار نہیں گزری اور میں نے اس کو خوش دلی کے ساتھ سن لیا) پس جس شخص نے استاد کے سامنے عاجزی نہیں کی اس کی مار نہ کھائی اور اس کی لعنت و پھٹکار نہیں سنی اور یَرْحَمُكَ اللہ سننے کی خواہش دل سے دور نہیں کی اور دردناکامی کو گوارا نہیں کیا وہ خودی سے آزاد نہ ہوگا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ درویشوں کی خدمت کے سلسلہ میں کسی امتیاز کو روا نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ حضرات جنہیں تم خدمت میں امتیاز دو گے ان کا حال تم پر ظاہر نہیں ہے تو تم سب کی خدمت کرو تاکہ تمہارا مقصد حاصل ہو اور مطلب فوت نہ ہوئے۔

بیت

خورش دہ بہ کنجشک وکبک وحمام	کبوتر، چڑا کبک کودے غذا
کہ یک روزت افتد ہمائی بدام	کہ اک دن ترے دام میں ہو ہما
دراوباش پاکان شوریدہ رنگ	ہیں اوباشوں میں پاک شوریدہ رنگ
ہمان جائ تاریک لعل است وسنگ	اندھیرے میں ہے لعل بھی اور سنگ

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نفلی عبادت خدمت سے بہتر ہے ان کا یہ خیال غلط ہے اس لیے کہ خدمت کا نتیجہ دوسرے دلوں میں اپنی محبت اور اپنا مقام پیدا کرتا ہے اسی لیے کہ خدمت احسان ہے اور محسن سے محبت کرنا لازمی بات ہے: حبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیھا۔

(دنوں کی فطرت میں ان سے محبت کرنا جنہوں نے احسان کیا ہے داخل کر دیا گیا ہے) نفلی عبادتیں بلحاظ مژہ ونتیجہ پاک دل والوں کی محبت' جو خدمت کا نتیجہ ہے' کے برابر نہونگی۔ آپ نے مکرر یہ شعر پڑھا۔

شعر

خدمت ترا بلنگرۂ کبریا کشد — خدمت سے ہو رسائی بدرگاہِ کبریا

این سقف گاہ را بہ ازین نردبان مخواہ — اس چھت کا اس سے بڑھ کے نہ زینہ تلاش کر

بیت

ارادت نداری سعادت مجوئ — ارادت نہیں تو سعادت نہیں

بچوگانِ خدمت تو ان برد گوئ — بغیر اس کے جیتا ہے کوئی کہیں

شعر

دست بزن درکمرِ مقبلان — خواب پکڑلے کمرِ مقبلاں

سرمکش ازخدمتِ روشندلان — چھوڑ نہ تو خدمتِ روشندلاں

تقریباً ان الفاظ میں آپ نے فرمایا کہ شیخ ابوعلی فارمدی جو پیشوائے اولیاء تھے اور سرآمد علمائے زمانہ تھے، جب تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو منزلِ طریقت وتصوف کے راستہ پر قدم رکھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور آپ ان کی خدمت میں مصروف رہنے لگے ایک روز امام کے استاد گرمابہ میں تشریف لے گئے تھے۔ امام کہتے ہیں کہ میں تنہا گیا اور غلسخانہ میں پانی کے چند ڈول ڈال دیئے۔ جب استاد ابوالقاسم غسل خانہ سے باہر تشریف لائے اور نماز ادا کر لی تو فرمایا کہ گرمابہ میں پانی کس نے نے ڈالا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا شاید مجھے سے کوئی بے ادبی ہوگئی ہے اس وجہ سے میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر دریافت کیا میں نے پھر جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ جب انہوں نے معلوم کیا تو میں نے عرض کیا کہ میں نے پانی ڈالا۔ یہ سن کر استاد نے فرمایا کہ اے ابوعلی جو کچھ ابوالقاسم نے ستر سال کی محنت وریاضت کے بعد پایا تم نے وہ ایک ڈول پانی ڈال کر حاصل کر لیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ کسی شخص نے مجھے اپنا اس قدر ممنونِ احسان نہیں کیا ہے جیسا نورالعین نے میری خدمت کر کے مجھے اپنا بندہ بنالیا ہے۔

شعر

اگر بندہ درکارِ مولیٰ بود — اگر بندہ کرتا ہے مولیٰ کا کام

نہ مولیٰ بود بلکہ مولیٰ بود — نہیں بندہ وہ اس کا مولیٰ ہے نام

انہوں نے بیس سال تک میرے وضو کا پانی چھپا کر پیا ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اس آب حیات کے آثار اور اس کے برکات ابدالآباد تک ان سے اور ان کی اولاد سے کبھی بھی نہ جائیں۔

مدراج میں روز بروز ترقی ہو بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شعر

ہر آنچہ از خدا خواستم زین قیاس — خدا سے ہے کی میں نے جس کی دُعا
خدا داد برداده کردم سپاس — تو الحمد ِللہ وہ اُس نے دیا

حضرت قدوۃ الکبرا نے نقل فرمایا کہ شیخ علی موزوں فرماتے تھے کہ جب میری روح کو جوار قدس اور مرغزار محبت سے نکال کر تعلق بدن کی خاطر لے چلے تو اس روح کو جس آسمان پر لے جاتے تھے وہاں کے ملائکہ دریافت کرتے تھے کہ تم اس روح کو اس عالم قدس سے کیا ایسے عالم میں لے جارہے ہو جہاں شربی شر ہے۔ بارگاہ الٰہی سے جواب آیا کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ اگر ایک لاکھ برس یہ روح ہمارے جوارِ پاک میں رہے تب بھی ایسی نہیں ہوسکتی جیسی کہ وہ ایک کمزور وناتواں ضعیفہ کو پانی کا ایک گھونٹ پلا کر اعلیٰ اور شائستہ ہو سکتی ہے ایک شخص جو اس موقع پر حضرت کی خدمت کے شرف سے مشرّف تھا اس نے دریافت کیا کہ کیا امور ممنوعہ سے بھی دوسرے کی حاجتوں کو پورا کیا جائے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شریعت کے اعتبار سے بظاہر اکابر نے ایسی خدمت سے منع کیا ہے کہ شریعت نے جن ماکولات ومشروبات سے منع فرمایا ہے ان کی ضرورت کو پورا نہ کیا جائے لیکن ہمارے مشائخ کی سنت یہ ہے کہ اگر مسکرات ممنوعہ [1] کا کوئی مخمور (یعنی نشہ کرنے والا) حالت خمار کی ابتدا میں کسی کے پاس پہنچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ اس کے خمار کی تکلیف دور کرنے کے لیے اس کی مراد پوری کردے اگر اس کے پاس اسوقت رقم نہ ہو تو اپنے خرقہ اور سجادہ کو ہی گروی رکھ کر اسکی خدمت سے عہدہ برآ ہو۔

قطعہ

مرا این خرقہ ازبہر آنست — مرا ہے اس لئے خرقہ کہ ایک دن
کہ روزی رہن می را کار آید — وہ رہن مَے میں بھی با کار ہوئے
پریشان باد ازجمعیتِ ما — پریشان میری جمعیت سے ہو وہ
کسی کورا ازینہا عار آید — کہ جس کو اس عمل سے عار ہوئے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مقام خدمت وہم نشینی کی خصوصیت اور فضیلت کو اس مرتبہ پر رکھا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام بلند کی تمنا فرمائی ہے چنانچہ روایت ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والثنا نے ایک روز صحابۂ کرام کی دعوت فرمائی تھی اور جب آپ اُن کو کھانا کھلا رہے تھے دیہات کی چند لوگ (چند اعرابی) اس دعوت کی مجلس میں حاضر ہوئے اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھلانے میں مصروف تھے۔ ان لوگوں نے آپ ہی سے دریافت کیا کہ ان لوگوں کا سردار کون ہے؟ مـن سیّـد هـم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَنَـا سیّـد هـم و خـاد مُـهم (میں ان کا سردار

[1] مسکرات ممنوعہ میں شراب داخل نہیں ہے کہ وہ حرام قطعی ہے۔

http://Ashrafi.org

ہوں اوران کا خادم ہوں)

اس موقع پر حضرت نورالعین نے عرج کیا کہ خادم وشیخ کے حال میں کیا فرق ہے؟ آپ وضاحت فرمادیں۔حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مقام خدمت کی عزت کے سبب ایک جماعت پر خادم وشیخ کا حال کچھ مشتبہ ہوگیا ہے بعض شیوخ واکبرصوفیہ نے خادم اور شیخ کے حال ومقام میں فرق بیان کیا ہے اورفرق یہ ہے کہ خادم مقام ابرار میں ہے اور شیخ مقامِ مقربان میں۔سب اس کا یہ ہے کہ خادم خدمت کر کے ثواب آخرت کے حصول کا خواہاں رہتا ہے ورنہ وہ اس کو اختیار نہ کرتا اور شیخ مرادحق پر قائم رہتا ہے اس میں مرادنفس کا شائبہ نہیں ہوتا ہے۔

عباد:۔ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ وظائف‘ عبادت اور طرح طرح کی نوافل کی ادائیگی میں مصروف رہتے ہیں لیکن ان کا مقصد اس سے ثواب اخروی کا حصول ہوتا ہے۔یہ وصف صوفی میں بھی موجود ہوتا ہے لیکن وہ علل واغراض سے پاک ہوتا ہے اور یہ حضرات صوفیہ حق کی بندگی اور عبادت محض حق کے لئے کرتے ہیں وہ ثواب اخروی کے حصول کے لئے عبادت نہیں کرتے اور عباد وزہاد میں فرق یہ ہے کہ رغبتِ دنیا کے باوجود بھی عبادت کی صورت ممکن ہے اور عباد وفقرا میں فرق یہ ہے کہ غنا کے باوجود ممکن ہے کہ کوئی عابد ہو۔پس معلوم ہوا کہ واصلان میں دوکروہ ہیں اور سالکوں میں چھ جماعتیں ہیں اوران آٹھوں جماعتوں کی نقل اتارنے والے دوقسم کے ہیں ایک سچی نقل اتارنے والے متشبہ محق اور دوسرے جھوٹی نقل اتارنے والے متشبہ باطل۔

صوفیہ متشبّہ محق:۔ صوفیہ کے متشبہّ محق تو وہ متصوفہ ہیں کہ صوفیوں کے انتہائی احوال سے باخبراوراس کے مشتاق ہوں اور صفات کے لگاؤ کے باقی رہ جانے کی وجہ سے مقصد ومقصود پر پہنچنے سے رکے ہوئے اور ممنوع ہوں۔

صوفیہ متشبّہ باطل:۔ صوفیہ کے متشبّہ باطل وہ لوگ ہیں کہ اپنے کو صوفیوں کی طرح ظاہر کرتے ہیں اوران کے عقائد واعمال واحوال سے برہنہ وخالی ہوتے ہیں اور حلقۂ اطاعت کو گردن سے نکال کر شتر بے مہار ہوکر چراگاہ اباحت میں چرتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ احکام شریعت کی پابندی عوام کا طریقہ ہے ان کی نگاہ صرف ظاہری اشیاء پر رہتی ہے لیکن خواص واہل حقیقت کا حال اس سے بلند ہے کہ ظاہری رسم کے پابند ہوں اوران کا اہتمام حضور باطن کے لئے بہت نہیں ہوتا۔اس گروہ کو باطلیہ اوراباحتیہ کہتے ہیں۔

مجذوبان واصل متشبہ محق:۔ مجذوبان واصل کے متشبہ محق وہ اہل سلوک لوگ ہیں کہ جن کی سیرابھی منازل صفات نفوس کے طے کرنے میں ہے اور طلب کی گرمی کے بھڑکنے سے ان کی ہستی قلق اور بے چینی میں ہے اور کشف ذات واستقرار وتمکن کے سپیدۂ صبح کے ظہور سے پہلے مقام فنا میں کبھی کبھی کشفِ ذات کی بجلیوں سے کوئی بجلی ان کی نگاہ شہود میں چمک جاتی ہے اور وصل کی خوشبودار ہواؤں سے

کوئی ہوا گذرگاہ فنا سے ان کے مشام دل تک پہنچ جاتی ہے اس طرح کہ ان کے نفوس کی تاریکیاں اس بجلی کی چمک میں پوشیدہ ہوجاتی ہیں اور اس خوشبودار ہوا کا چلنا ان کے دل کو آتش طلب کی بھڑک اور شوق کے قلق سے ایک طرح کی راحت و آرام بخشتا ہے۔ دوبارہ جب وہ بجلی منقطع ہوجاتی ہے اور ہوائیں ٹھہر جاتی ہیں تو صفات نفوس کا ظہور اور طلب کی گرمی اور شوق کا قلق لوٹ آتا ہے اور سالک چاہتا ہے کہ اس کی ہستی بالکل لباس صفات نفوس سے جدا اور علیحدہ رہے اور دریائے فنا میں ڈوب جائے تاکہ وجود کی دشواری سے یکبارگی آرام پائے اور چونکہ یہ حال ابھی اس کا مقام نہیں ہوا ہے اور کبھی کبھی اس پر اس حالت کا نزول ہوتا ہے اور اس کا دل پوری طور پر اس مقام سے باخبر اور اس کا مشتاق ہے لہٰذا اس کو "مجذوب واصل کامتشبہ محق" کا لقب دیا جاتا ہے۔

مجذوبان واصل متشبہ باطل:۔ یہ گروہ ان لوگوں کا ہے جو بحر فنا میں استغراق کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم عین توحید میں مستہلک ہیں اور اپنی تمام حرکات وسکنات کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری حرکات تو دروازے کی حرکات کی طرح ہو ہیں کہ بغیر محرّک کے اس کی حرکت ممکن نہیں ہے یہ بات اگرچہ سچ ہے لیکن اس جماعت کے حسب حال نہیں ہے اس لیے کہ ان لوگوں کی مراد اس قول سے صرف یہ ہے کہ اپنے معاصی اور خطا کاری کا اس کو مذرلنگ بنا کر پیش کریں اور اپنے تمام گناہوں اور خطا کاریوں کو حق تعالےٰ کے ارادے اور مشیت سے منسوب کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کو ان معاصی پر ملامت نہ کریں اس طائفہ کو زنادقہ کہتے ہیں۔ (یہ لوگ زندیق ہیں) اس سلسلہ میں منقول ہے کہ کسی نے شیخ سہیل بن عبداللہ سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ میرے فعل کی نسبت حق تعالےٰ کے ارادے اور مشیت سے بالک ایسی ہے جیسے دروازے کی حرکت کی نسبت محرّک کی طرف انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ بات کہنے والا اگر ایسا شخص ہے جو شریعت کی رعایت، حدود الٰہی کی حفاظت اور احکام عبودیت کی بجا آوری میں مشغول ہے تو منجملہ صدیقین کے سے اور اگر کوئی ایسا شخص ہے جو احکام شریعت کے مخالف فعل کرتا ہے اور یہ بات صرف اس لیے کہتا ہے کہ اپنے افعال کو مشیت الٰہی کے حوالہ کرکے وہ اپنے آپ کو ملامت اور دین وملّت سے خارج ہونے سے بچائے تو وہ منجملہ زندیقیون کے ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) فرمایا کہ میں نے سیاحت کیدوران بعض ملاحدہ کو دیکھا ہے جو شریعت کا انکار کرتے ہیں اور مناہی ومعاصی کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور اپنی معصیت وبدکاری کو انہوں نے طریقت سمجھ رکھا ہے اور صرف زبان سے توحید کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نے دلائل نقلی اور برہان عقلی سے ان پر ثابت کردیا کہ تمہارا یہ طریقۂ باطل محض زندقہ ہے اور الحاد ہے۔

ملامتیہ متشبہ حق:۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مخلوق کے تعمیری اور تخریبی معاملات سے سروکار نہیں رکھتے بلکہ اکثر انکی کوشش

http://Ashrafi.org

یہی ہوتی ہے کہ معاشرہ ے قیوداوراس کے آداب اورمخلوق کے عادات ورسوم کے خلاف کریں یاان سے الگ تھلگ رہیں انکا سرمایہ حال سرئے فراغ خاطراورطیّب قلب (خوشدلی) اور کچھ نہیں ہوتا اور زاہدوں اور عابدوں کے مراسم کے بجا آوری ان سے نہیں ہوتی اور یہ لوگ کثرت کے ساتھ نوافل اور دوسرے اعمال کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہیں اور فرائض کے سوا کسی عمل کی پابندی نہیں کرتے اور سامان دنیا کا بڑھانا اور جمع کرنا ان کی جانب منسوب ہوتا ہے اور اپنے طہارت قلب پر قانع ومطمئن رہتے ہیں اور مزید احوال طلب نہیں کرتے ان کو قلندریہ کہتے ہیں۔اور چونکہ ان کے عمل میں ریا نہیں ہوتا اس لئے یہ ملامتیہ کے مشابہ ہوتے ہیں۔انکے اور ملامتیہ کے درمایان فرق صرف یہ ہے کہ ملامتی تو تمام نوافل اور فضائل سے تمسک حاصل کرتا ہے لیکن مخلوق سے اس سلسلہ میں ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس فقیر اشرف کی نظر میں قلندر وہ ہے جو عوائق دعلائق زمانہ سے بالکل آزاد ہو اور جس کو تجرّ و ظاہری اور تفرد باطنی حاصل ہو اور وہ شریعت کے دقائق اور طریقت کے حقائق میں کسی قسم کی فرد گذاشت نہ کرے وہ بحر شہود کا غوّاص اور دریائے موجود میں مستغرق ہو۔صغوت یعنی تصوف اور مشرب قلندریہ میں تھوڑا سا ہی فرق ہے میں انشاءاللہ اس برگذیدہ (صوفیہ) کہ چار دوخانوادوں کا جس لطیفہ کے تحت ذکر کروں گا وہاں تفصیل کے ساتھ ان حضرات قلندریہ کے اطوار وآثار کی کیفیت وکمیّت کا بیان کردوں گا، ہاں یہ بات ضروری کہوں گا کہ اس زمانہ میں (آٹھویں صدی ہجری میں) جو گروہ قلندریہ کے نام سے موسوم ہے اور جس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال ڈالا ہے (احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتے) وہ ان اوصاف سے جو اوپر بیان کیے ہیں خالی ہیں ان لوگوں کے لیے قلندر کا نام بس عاریتاً ہے۔ان کو اگر حشویہ کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔لیکن اس کے باوجود چونکہ یہ بلند حضرات کی تقلید کرتے ہیں مناسب ایسا ہی ہے کہ سب کا منکر نہ ہو اور قول سعدی کے مضمون پر عمل کرے۔

بیت

درا اوباش پاکان شوریدہ رنگ ہیں اوباشوں میں پاک شوریدہ رنگ
ہمان جائے تاریک ولعل است وسنگ کہ ظلمات میں لعل ہے اور سنگ

ملامتیہ متشبہ باطل:۔ یہ سب زندیق ہیں کہ دعوی تو اخلاص کا کرتے ہیں لیکن فسق دفجور کے اظہار میں ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس ملامت سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگوں کی نظروں میں گر جائیں اور ان کی نگاہوں میں ہماری کوئی وقعت نہ رہے۔ خداوند سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کی طاعت سے بے نیاز ہے اور بندوں کی معصیت سے اسکو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔وہ کہتے ہیں کہ صرف مخلوق کو آزاد پہنچانا معصیت ہے اور طاعت صرف احسان کرنے کو جانتے ہیں۔

زہاد متشبہ محق:۔ یہ گروہ وہ ہے جس کی رغبت کلی طور پر دنیا سے ختم ہوئی ہے اور چاہتا ہے کہ رغبت سے

http://Ashrafi.org

آزاد ہو جائے ۔ایسے لوگوں کو متزہّد کہا جاتا ہے۔اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ فرزند عزیز قل علی لاچین ترکوں میں سے تھا مدتوں تک اس نے یہ کوشش کی کہ علائق دنیوی سے دست کش ہو جائے اور ظاہری و باطنی قدرت حاصل کر لے۔آخر کار سب کچھ چھوڑ کر صوفیانِ باصفا کے حلقہ میں داخل ہو گیا۔

زہادمتشبہ باطل:۔ یہ وہ لوگ ہیں جو محض قبولِ خلق کیلئے دنیا کو ترک کرتے ہیں اور اسباب دنیوی کی جمع آوری سے محض اس لئے الگ تھلگ رہتے ہیں کہ اس کے زریعہ سے لوگوں میں جاہ و مرتبت کو حاصل کریں۔ممکن ہے کہ ان کے بعض احوال پر لوگوں کو شبہ ہو اور وہ سمجھیں کہ انہوں نے دنیا سے بالکل منہ پھیر لیا ہے حالانکہ انہوں نے ترک مال سے شان وشوکت کو خریدا ہے انہوں نے دنیا ترک کی ہے حصول دنیا کے لئے اور ممکن ہے کہ خود ان پر اپنی حالت متشبہ ہو جائے اور یہ گمان کرنے لگیں کہ یہ جوان کا دل اسباب دنیا کے طلب میں مشغول نہیں ہے اس کا سبب یہ ہے کہ سامان دنیا سے انہوں نے روگردانی کی ہے۔اس طائفہ کو مرائیہ کہا جاتا ہے۔

فقراءمتشبہ محق:۔ یہ ان لوگوں کا گروہ ہے جنکا ظاہر فقر کے لباس سے آراستہ ہوتا ہے اور ان کا باطن حقیقتِ فقر تک پہنچنے کا خواہاں ہوتا ہے لیکن ابھی تک وہ غنا کی طرف راغب ہیں وہ اپنے فقر پر بہ تکلف صبر کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس جو فقیرِ حقیقی ہے وہ فقر کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت خاص سمجھتا ہے اور اس نعمت خاص کے عطا کئے جانے پر ہمیشہ وظائف شکر بجالاتا ہے۔

فقراءمتشبہ باطل:۔ یہ وہ گروہ ہے جنکا ظاہر تو لباس فقر سے آراستہ ہو لیکن باطن فقر کی حقیقت سے آگاہ نہ ہو۔اور صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہو محض خلق خدا میں قبولیت کے لیئے یہ گروہ بھی مرائیہ کہلاتا ہے۔

خدام متشبہ محق:۔ یہ وہ گروہ ہے جو ہمیشہ بندگان خدا کی خدمت میں مصروف رہتا ہے اور دل سے اس بات کا خواہاں ہے کہ اس کی اس خدمت کو کسی دنیوی مال و دولت یا جاہ و منصب کے حصول کی غرض سے وابستہ نہ سمجھا جائے اور اس کی نیت کسی رغبت اور خواہش کی آمیزش و آویزش سے پاک ہو اور اس خدمت میں کسی قسم کے ریا کا شائبہ نہ ہو لیکن یہ حضرات ابھی تک حقیقت زہد تک نہیں پہنچ سکے ہوں اس گروہ کے افراد کبھی تو خدمت خلق نور ایمان کے غلبہ سے بغیر شائبہ نفس کے کرتے ہیں اور بعض صحیح موقع اور محل پر خدمت بجالاتے ہیں اور کبھی یہ خدمت غلبۂ سے بغیر شائبہ نفس کے باعث خواہشات اور ریا سے خلط ملط ہو جاتی ہے اور محض تعریف و توصیف کے لئے ایسے لوگوں کی خدمت بلیغ کرتے ہیں جو اسکے مستحق نہیں ہوتے اور اس طرح مستحقین خدمت انکی خدمنگذاری سے محروم رہ جاتے ہیں۔ایسے شخص کو متخادم کہا جاتا ہے۔

خدام متشبہ باطل:۔ ایسا شخص خادم کا متشبہ باطل ہے کہ اس میں اس کی نیت ثواب آخرت پر نہ ہو بلکہ وہ خدمت خلق کو دنیاوی منافع کے لئے ایک دام بنا لے تا کہ اس کے ذریعہ سے غذا اور

سامان غذا کھینچ کر جمع کر لے اور اگر اس کی یہ خدمت اس کے مقصد اور اس کی مراد کے حصول میں کارگر نہ ہو تو خدمت کو ترک کر دیتا ہے۔ پس اس کی خدمت کی بنیاد طلب جاہ و مال پر اور تابعین اور ماننے والوں کی کثرت پر ہے اور محفلوں اور مجلسوں میں اظہار مفاخرت کرتا ہے اور اس طرح اس کا مطمع نظر اس خدمت سے اپنا حظِ نفس ہوتا ہے ایسے شخص کو خادم نہیں مستخدم کہتے ہیں۔

عباد متشبہ محق:۔ یہ گروہ وہ ہے جو اپنے اوقات کو عبادات میں مصروف رکھنا چاہتا ہے لیکن چونکہ ابھی اسی میں اسباب طبیعت باقی رہ گئے ہیں اور تزکیۂ نفس کے کمال پر نہیں پہنچا ہے جس کے باعث اس کے اعمال و اوراد و طاعات و بندگی میں فتور اور رکاوٹیں پڑھ جاتی ہیں اور تسلسل میں تعویق پیدا ہو جاتی ہے یا ایسا شخص جس نے ابھی کامل طور پر لذتِ بندگی نہیں پائی اور تکلف کے ساتھ اسے ادا کرتا ہے ایسی شخص کو متعبّد کہتے ہیں۔

عباد متشبہ باطل:۔ یہ وہ گروہ ہے کہ اسکی نظر میں عبادات صرف قبول خلق کا زریعہ ہیں اور اس کے دل میں ثواب آخرت پر ایمان نہیں ہوتا جب تک اسکو یہ یقین نہیں ہوتا کہ دوسرے لوگ اس کی طاعات وعبادات سے آگاہی رکھتے ہیں وہ طاعت و بندگی میں مصروف نہیں ہوتا۔ یہ شخص بھی منجملہ مرآئیہ ہے اللہ تعالیٰ ہم کو عبادت و بدنگی کی تشہیر اور دریا سے اپنی پناہ میں رکھے' تمام تر حفاظت و توفیق اسی کی طرف سے ہے۔

والیانِ عالم ومحافظان ولایت نبی آدم:۔ حضرت نور العین نے والیان عالم و محافظان ولایت بنی آدم کے بارے میں سوال کیا فرمایا کہ جس وقت دائرہ جبل الفتح میں ہم داخل ہوئے بہتیرے اولیاء زمانہ اور مشہور بزرگوں کو وہاں پایا اور زیارت غوث وقت سے بھی ہم مشرف ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو غوث کی بعض حالتوں سے باخبر فرمایا کہ عالمِ سفلی کی خبریں اور مقاماتِ علوی کے آثار اس سے ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوی حجت کو باقی رکھا ہے اور اولیاء عظام کو اس کے اظہار کا زریعہ بنا دیا ہے تاکہ ہمشیہ کھلی کھلی نشانیاں اور دین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ظاہر کرتے رہیں اور ان کو دنیا کا مالک اور بنی آدم کے بوجھ کو اٹھانے والا کیا ہے یہاں تک کہ وہ حضور ؐ کی بات کو سنوارنے والے اور اسی لباس سے ملبوس ہو گئے ہیں اور متابعت نفس کی راہ کو مٹا دیا ہے۔ آسمان سے بارش انہیں کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے اور فوج کفار پر مسلمانوں کی لوٹ اور اہل ایمان کی فتح انہیں کی ہمت سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت نور العین نے عرض کیا کہ ازراہ عنایت ارباب ولایت و اصحاب ہدایت یعنی ابدال واوتاد اور غوث کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ ان میں سے ہر ایک کا کیا مرتبہ ہے اور اس کا منصب کیا ہے اور یہ حضرات کہاں کہاں ہوتے ہیں؟ حضرت قدوہ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان میں سے بعض

حضرات کو اپنی درگاہ قدس کا سرہنگ اور نائب بنایا ہے اور اہل عالم کی اصلاح کاران کے سپرد کر دی گئی ہے اور بنی آدم کی ضروریات کے سلسلہ میں اجرائے احکام ان کے سپرد ہے۔ یہ برگزیدہ حضرات باہمی ایک دوسرے کے محکوم ومحتاج ہیں اور یہ ایک دوسرے کے مشورے سے کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہ حضرات دس قسم کے ہیں ان دس میں سے دو قسم کے اصحاب یعنی مکتوم اور مفرد حضرات احکام عالم اور امور بنی آدم سے کچھ تعلق نہیں رکھتے جس کی تفصیل آئندہ اوراق میں انشاءاللہ بیان کی جائے گی اور وہ دس اصناف یہ ہیں:۔

۱۔غوث ۲۔امامان ۳۔اوتاد ۴۔ابدال ۵۔اخیار ۶۔ ابرار ۷۔نُقبا

۸۔نجباء ۹۔مکتومان ۱۰۔مفردان۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا الحمدللہ کہ مجھے اس کی خبر دی گئی ہے اور کشف سے گمان کا پردہ چاک ہوگیا ہے اس سلسلہ میں اخبار مرویہ موجود ہیں اور ارباب طریقت اور اہل حقیقت نے اسکی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

قطب، قطب الاقطاب ا غوث اعظم:۔ اس سلسلہ میں صاحبِ فتوحات مکیہ (رضی اللہ عنہ) فصل ۳۱ باب ۱۹۸ میں فرماتے ہیں:۔قطب سے مراد وہ ایک فرد ہے جو کہ ہر عالم و ہر حال میں اور ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نظر کا محل ہے اور وہ قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہے اور قطبیت الکبرا جسے کہتے ہیں وہ قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا باطن ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اکملیت کے سبب یہ درجہ ان کے جانشینوں ہی کو حاصل ہوگا پس خاتم ولایت وقطب الاقطاب صرف باطن خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ہوگا اور اس کے سوا نہیں۔

شیخ کبیر نے حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ قطب اور قطب الاقطاب میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ قطب سے مراد وہ حضرات اور وہ متعدد مبارک ہستیاں ہیں جو مختلف آبادیوں میں پائی جاتی ہیں کیونکہ اگر ہر ولایت میں قطب کا وجود نہ ہو تو برکتوں کے آثار اور نیکویں کا اظہار اور دنیا کا قیام ناممکن ہو جائے اگرچہ حقیقتاً حکومت او ہفت اقلیم کی آبادی کی درستگی دوسرے دالیوں کے سپرد ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ایک دوسرے طریقہ پر ارشاد فرمایا کہ وا صلان بارگاہ الٰہی جن کو اہل اللہ کہا جاتا ہے دو طرح کے ہیں ۔ ان حضرات کی ایک قسم تو وہ ہے کہ جس کو دنیا کے ساتھ کسی قسم کی نسبت اور تعلق نہیں ہوتا لیکن یہ حضرات قیود شریعت اور احکام شریعت سے سلامتی کے ساتھ عہدہ برآ ہو جاتے ہیں (سلامت روی کے ساتھ اتباع شریعت کرتے ہیں) اور نعیم بہشت کے لیے دنیا کو دے کر بہشت خرید لیتے ہیں جیسا کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی قدس سرہٗ نے فرمایا:۔ دنیا کے لوگ تین طرح کے ہیں ایک وہ ہیں جنہیں معاش کی فکر آخرت سے غافل کر دیتی ہے اور یہ ہالکین یعنی ہلاک ہونے والوں کے مرتبہ پر ہیں۔، دوسرے وہ لوگ ہیں جو دین و دنیا دونوں کی فکر میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے فائزین کا درجہ ہے ، تیسرے وہ لوگ ہیں جو آخرت کی فکر میں معاش سے بالکل غافل رہتے ہیں ان کے لئے مخاطرین کا مرتبہ ہے اور ارباب اخلاص عظیم خطرہ میں ہیں۔

http://Ashrafi.org

ان کے علاوہ ایک خاص قسم اور ہے جو اُخص کہلاتے ہیں ان حضرات نے دنیا کو طالبانِ دنیا کے لیے چھوڑ دیا ہے اور آخرت کو مومنوں پر ایثار کر دیا ہے اور مشاہدہ ذات میں مشغول ہیں ان کو قطب کا درجہ ملتا ہے اور دنیا کا مدار انہیں پر موقوف ہے لیکن جو اہل فوز ہیں دنیا کا تمام انتظام ان کے سپرد ہے۔ یہ حضرات صاحبانِ دعوت ہیں جب وہ دین کے راستہ میں کسی قسم کا فتور دیکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسے دور کر دیں تو قطب کے مشورے کے محتاج ہوتے ہیں۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِا لحَقِّ وَ	اے ہمارے رب فیصلہ کر دے ہمارے اور ہمارے (مخالف)
اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ۝ ؎	لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

ان والیانِ عالم کے گروہ کو حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنا گروہ اور اپنی جماعت فرمایا ہے۔ پس اس بات قیس کے جا سکتا ہے کہ حضرت قدوۃ الکبرا غوث وقت ہیں۔ اسی لطیفہ کے تحت انشاء اللہ اس کی وضاحت کی جائے گی۔ بعض مشائخ اور اولیاء راسخ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ ہر نوع کے لئے قطب جُدا گانہ ہوتا ہے یعنی زاہدوں اور عابدوں، عارفوں، اولیاء اور عشاق (الٰہی) کا قطب الگ الگ ہوتا ہے جس کے توسط سے اس صنف کے ہر فرد کو فیض پہنچتا ہے۔

بیت

چہ باشد گر ازان فیاض مطلق	عجب کیا گر خدا کی بارگہ سے
رسد فیضی بسوئے بندہ الحق	کسی بندہ کی جانب فیض پہونچے

اللّٰھم روّینا بزُ لا ل فیضہٖ و جمیع اھلہٖ (اے اللہ اس کے صاف آب فیض سے ہمیں اور اس کے تمام لوگوں کو سیراب کر)

لیکن قطب الا قطاب تمام عالم کے لئے صرف ایک ذات واحد ہوتی ہے۔ قطب الا قطاب کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعض قطب الدائرہ کہتے ہیں اور بعض غوث الاعظم وانسان کامل و قطب الا قطاب کہتے ہیں اور انہیں قطب الاعلیٰ، مظہرِ کلی اور جہانگیر بھی کہتے ہیں لیکن باری تعالیٰ کے یہاں غوث کا نام نامی عبد اللہ ہوتا ہے۔ یہ ذات یگانۂ روزگار ہوتی ہے اور فرید عصر۔ حق تعالیٰ اس ذاتِ یگانہ کو اپنے اسرار کا مظہرِ کلی اور اہل عالم کا منظور نظر بنا دیتا ہے۔ قطب الا قطاب کے وجود عنصر وصورت پیکری کا قیام قلب ابراہیم علیہ السلام اور بعض کے نزدیک قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہے۔ اس موقع پر شیخ کبیر نے دریافت کیا کہ قلب سے کیا مراد ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ قلب اسرافیل سے مراد ان کا مشرب ہے اس لئے کہ ہر ایک ولی اللہ کسی نہ کسی نبی کے مشرب اور ان کی روش پر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب شیخ مصلحت خجندی کی قوت جذبہ کا شہرہ ہر طرف پھیل گیا (یعنی کمالاتِ ولایت کا شہرہ دور دور پہنچ گیا) تو شیخ نجم الدین کبریٰ نے اپنے ایک مرید کو ان کی ملاقات کیلئے بھیجا اور فمایا کہ جو کچھ تما ان عزیز سے سنو، ہم سے آ کر ویسا ہی بیان کرنا۔ جب مرید خجند میں

؎ پ ۹ سورہ الاعراف ۸۹

حضرت شیخ مصلحت خجندی کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے دریافت کیا اے درویش! کہاں سے آنا ہوا؟ مرید نے جواب دیا خوارزم سے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سنتے ہی شیخ مصلحت نے فرمایا کہ وہ یہودی اچھا تو ہے؟ یہودی کہنے سے ان کا مطلب شیخ نجم الدین کبریٰ کی ذات تھی۔

شیخ کے مرید کو اس لفظ سے سخت ناگواری پیدا ہوئی وہ شیخ مصلحت سے یہ سُن کر شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں خوارزم واپس پہنچا، تو شیخ نے مرید سے کہا کہ جو کچھ تم نے ان بزرگ سے سُنا ہے وہ مجھے بتاؤ مُرید نے کہا جنابِ والا، انہوں نے تو ایسی بات کہی ہے کہ میں آپ کے سامنے کہہ نہیں سکتا۔ شیخ نجم الدین کبریٰ نے فرمایا تم کو اس سے کیا سروکار؟

شعر

ترا باپیام بزرگان چہ کار — بزرگوں کا پہونچا دے تو ہر پیام

تصرف نیابد درین پردہ بار — تصرف کا اس پردہ میں کیا ہے کام

تم نے جو کچھ سنا ہے وہ ضرور کہو، تب اس مرید نے کہا کہ جب میں شیخ مصلحت کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھ سے کہا "جہودتو خوش است" (تیرا یہودی تو اچھا ہے) حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ پر یہ سنتے ہی ایک کیفیت طاری ہوگئی اور مجلس سماع منعقد کی گئی ایک عجیب وغریب حالت و وجد ایک پہر تک ان پر قائم رہا جب وہ حالت گئی تو اس مُرید نے دریافت کیا کہ اس مسرت کا سبب کیا تھا؟ شیخ نجم الدین کبریٰ نے فرمایا کہ میں ایک عرصہ اور زمانہ سے اس امر میں متردد تھا کہ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ میں کس پیغمبر کے قلب پر ہوں ان بزرگوار کے اشارہ سے مجھے معلوم ہوگیا کہ میں قلب موسیٰ علیہ السلام پر ہوں کہ یہود موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے

شعر

چہ دانند مرغان دامِ ہوا — نہ جانیں گے مرغان دامِ ہوا

ترنم سرائے طیورعلا — کہ ہے طائر قدس نغمہ کیا

اس طرح قاضی رفیع الدین صاحب اس امر میں بڑے مضطرب تھے کہ انہیں کسی نہ کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت قدوۃ الکبرا کسی نبی کی اتباع اور پیروی کر تے ہیں ان کو کس نبی کے قلب پر رکھا گیا ہے اور اصفیا میں سے کس کے مشرب کے حامل ہیں چنانچلہ اپنے اس اضطراب کو دور کرنے کے لیے حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے بھی ایک عرصہ تک اس معاملہ میں شبہ رہا کہ میں کس نبی کے قلب پر ہوں میں خیال کرتا رہا کہ شاید اس سلسلہ میں مجھے بتا دیا جائے آخر کار میں نے فرزند دلبند تنکر قلی کو حضرت نجم الدین اصفہانی کی خدمت میں بھیجا اور فرزند تنکر قلی قطع منازل کے بعد ان کی خدمت میں مکہ معظمہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ خوب آئے اس آفتاب پرست کا نور میں تیری پیشانی میں مشاہدہ کر رہا ہوں اور سورج کے ہمسایہ کا ظہور تیرے چہرے میں ظاہر پاتا ہوں۔ تیرا آفتاب پرست اچھا تو ہے۔ جب تنکر قلی

نے یہ سنا تو انہیں ناگوار گذرا لیکن چونکہ وہ قدوۃ الکبرا کی طرف سے اس بات پر مامور کئے گئے تھے لہٰذا امتثالِ امر کے طور پر انہوں نے جواب دیا۔ جی ہاں اچھے ہیں اور آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ شیخ نجم الدین نے پھر فرمایا تیرا آفتاب پرست کس کام میں مشغول ہو گیا ہے؟ تنکر قلی کہتے ہیں چونکہ میں حضرت قدوۃ الکبرا کے فیض قطر سے بہرہ مند تھا اسلئے سمجھ گیا کہ توجہ الی اللہ کے بارے میں اشارۃً دریافت کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ وہ نور آفتاب کو مختلف رنگ کے شیشوں میں اور چہرہ کو مختلف جواہر کے آئینوں میں دیکھتے ہیں یہ سنکر انہوں نے فرمایا ہاں! اگر اسکی تجلی سے نگاہ خیرہ نہ ہو تو اُسے آسمان پر کیوں نہیں دیکھتے اگر ان کا آئینہ زنگ آلودہ نہیں ہے تو پھر اپنے ہی وجود میں اُسے نہیں دیکھتے۔ فرزند تنکر قلی نے ان کا یہ کلام سنکر حضرت قدوۃ الکبرا کی طرف رخ کیا کیونکہ حضور کا دل منتظر اور آنکھیں ہر دم دروازہ پر تھیں، تنکر قلی پر بڑا اکرم فرماتے رہے ہیں۔ اس جواب بالصواب سے انہوں نے مقصدِ کلّی کا پتہ لگا لیا تھا۔

قطعہ

چہ خوش آن روز کہ از یار پیامی برسد	کیا اچھا ہے وہ دن یار کا آئے جو پیام
کہ پیامی کہ کلامی کہ سلامی برسد	اطلاع کوئی کوئی بات ہو یا کوئی سلام
قاصد یار اگر گام نہد بردامن	قاصد یار قدم رکھے مرے در پہ اگر
دل شوریدہ ازان گام بکامی برسد	ہو رسائی دل شوریدہ کی تا مقصد و کام

حضرت قدوۃ الکبرا بھی ان کے انتظار میں تھے کہاس عرصہ میں تنکر قلی واپس پہنچ گئے آپ نے دریافت کیا کہ شیخ نے کیا فرمایا انہوں نے کہا کہ شیخ نجم الدین نے مجھے دیکھتے ہی دریافت فرمایا" آفتاب پرست تو چہ کار می کند "اور جو کچھ اوپر بیان کیا گیا وہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا یہ سن کر بہت خوش ہوئے آپ کے بشرہ پر مسرت کا اثر نمایاں ہونے لگا اور فرمایا کہ شکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے قدم عیسیٰ (علیہ السلام) تک رسائی عطا فرمائی اور میرے کام کو قلب عیسیٰ (علیہ السلام) پر انجام دیا۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ ابوالوفا فرماتے ہیں کہ حضرت قدوۃ الکبرا کے طریقوں سے بھی یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ عیسیٰ مسلک پر ہیں یعنی قلب عیسیٰ (علیہ السّلام) پر ہیں۔ کیونکہ مردہ کو زندہ کرنا اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا معجزہ تھا۔ بالکل اسی طرح حضرت قدوۃ الکبرا سے بھی اسی قسم کے خوارق ظہور میں آتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قدوۃ الکبرا فقراء کے مراتب کی بلندی اور علو حال کے اظہار کے لیے جامع دمشق میں مقیم تھے۔ اس وقت آپ صحنِ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک خوبصورت عورت لاچینی ترک اپنے ایک بارہ سالہ بیمار لڑکے کو جس کا چہرہ چودھویں رات کی چاندنی کی طرح تھا۔

شعر

رخش ز افتابی درخشندہ تر — تھا چہرہ چمکدار سورج سے بھی
قدش از سہی ہم خرامندہ تر — تھی رفتار قد مثل سروسہی

لے کر خدمت میں حاضر ہوئی اور روے چلّانے لگی ۔حضرت قدوۃ الکبرا نے جب لڑکے کو دیکھا تو اُس میں زندگی کے آثار ذرا بھی باقی نہیں تھے،فرمایا کہ عجب کام ہے مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا مجھے ہرگز یہ کام نہیں پہونچتا،عورت بیقرار تھی۔

بیت

چنان آہنگ را آغاز کردہ — کیا نالے کا اس نے ایسا آغاز
کہ زہرہ ز آسمان غم ساز کردہ — ہوئی زہرہ فلک سے اس کی غم ساز

عرض کیا کہ اولیاء اللہ و برگزیدگان خدا جاں بخشی وعطاء حیات میں عیسیٰ وخضر علیہما السلام سے کم نہیں ہیں۔

قطعہ[۱]

رسمِ جان بخشی و آئین حیات — رسم جاں بخشی اصول زندگی
ازلب عیسیٰ و خضر آموختہ — لب سے خضر و عیسیٰ کے حاصل کیا
ای لبانت درتکلم میدہد — اسکی خبریں دیتے ہیں لب تیرے آج
ہر چہ خضر از سالہا اندوختہ — خضر کو برسوں میں جو کچھ ہے ملا

جب اس عورت کا اضطراب حد سے بڑھ گیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور عالم مشاہدہ میں رہے۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور لڑکے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا قم باذن اللہ (اللہ کے حکم اور ارادہ سے اٹھ کھڑا ہو) تیری ماں تیری غم میں مری جارہی ہے فوراً اس کا بیٹا اٹھ کھڑا ہوا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس کی روح اس کے بدن سے جدا نہیں ہوئی تھی۔دمشق میں تو دھوم مچ گئی۔

قطعہ

چون زین کار مردم خبر یافتند — جو لوگوں نے سن پائی اسکی خبر
بدیدار شان پاک بشتافتند — تو دیدار کو آیا ہراک بشر
چو دیدند دیدار جان بخش او — زیارت جو کی دیکھا اک ذات میں
دم خضر و عیسےٰ بہم یافتند — ملے خضر و عیسےٰ ہیں باہمدگر

---

[۱] یہ قطعہ نظام یمنی ہے۔

http://Ashrafi.org

لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جب یہ اژدحام حد سے بڑھ گیا تو آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ یہاں سے کوچ کی تیاری کرو کہ یہاں رہنے سے ہمارے اوقات میں خلل واقع ہوگا۔

اسی طرح کا ایک اور واقع پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت قدوۃ الکبرا کا ایک مرید جوہر نامی تھا اس کے جسم پر برص کے آثار رمایا ہوئے اور ایک بڑا خطرہ درپیش ہو گیا کہ خراسان میں جو کوئی برص کے مرض میں مبتلا ہوتا اسکو شہر سے نکال دیا جاتا تھا، جوہر نے حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ان لوگوں سے نکل آؤں اور عالم گمنامی میں چلا جاؤں اگر اٹھارہ ہزار عالم کی مصیبتیں مجھ پر نازل ہو جائیں وہ اس سے آسان تھیں لیکن آپ کے پاکیزہ کلام سننے سے محروم رہنا ان مصیبتوں سے زیادہ سخت ہے۔

شعر

مرا از درد عالم نیست اندیش — نہیں ہے درد عالم کا مجھے غم

ولیک از درد ہجرت ہست دل ریش — مگر دل تیری فرقت سے ہے برہم

حضرت قدوۃ الکبرا کی مہربانیاں جوہر کے حال پر بہت زیادہ تھیں کہ فضیلتوں کا گوہر اور اشعار کا موتی ان کی ذات سے چمکدار تھا اس وقت جوہر نے کچھ اس طرح کی بے قراری کا اظہار کیا کہ حضرت بھی اس سے متاثر ہوئے۔

رباعی

نالۂ و افغان کہ بود از درون — نکلے اگر آہِ دلِ بے قرار

اشک کند ازدلِ مردم برون — سن کے ہوں سب سنے والے اشکبار

دل چہ بود ازگذر این الم — دل ہے کیا اس رنج کا گر ہو گذر

گرچہ بود سنگ بترقد زہم — ٹکڑے ٹکڑے سنگ کا بھی ہو جگر

حضرت قدوۃ الکبرا اور آپ کے ساتھیوں کو اُن کی آہ وزاری سے رقت آ گئی، تب حضرت نے فرمایا کہ تھوڑا سا پانی لاؤ، پانی لایا گیا، آپ نے تھوڑا سا لعاب دہن اس میں ڈال دیا۔ جوہر نے تھوڑا سا پانی اس میں سے پیا اور باقی پانی اپنے جسم پر مل لیا۔ اسی وقت برص کا اثر اس کے جسم سے زائل ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکو یہ مرض کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔

شعر

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید — فیض روح القدس اب بھی جو مدد فرمائے

دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد — دوسرے بھی وہ کریں جو تھے مسیحا کرتے

ایک بار حضرت قدوۃ الکبرا جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد قصبہ سنجولی سے روانہ ہوئے، جب آپ سکندر پور میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سے سیدوں کی خوشبو آ رہی ہے۔ میر سید جمال الدین خرد

---

۱ حفظنا اللہ وایّا کم عن ہذہ البلیّۃ ط (اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس بالا سے محفوظ رکھے)

http://Ashrafi.org

اس موضع کے زمیندار تھے جب وہ حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں شرف بیاز کے حصول کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ سیادت کی خوشبواب زیداہ آرہی ہے اور مدتوں کے بعد سیادت کی خوشبوسونگھنے میں آئی ہے۔سیّد جمال الدّین جب آپ کے دیدار سے مشرّف ہوئے تو حضرت قدوۃ الکبرا کی نسبت ان کا اعتقاداور واثق ہوگیااور دل وجان سے ان کے مطیع ہوگئے۔وہ اکثر حضرت قدوۃ الکبرا سے شرف نیاز حاصل کرنے آنے لگے۔سیّد جمال الدّین خُردکی (۲)دو (۳) تین پشتیں اسی طرح گزرچکی تھیں کہ ہر پشت میں صرف ایک بیٹا پیدا ہوتا تھا،اس سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کیا اور دل میں ارادہ کررکھا کہ کسی دوسرے بزرگ سے بھی اس حاجت بر آری کے لئے عرض کریں گے۔ایک دن حضرت قدوۃ الکبرا پر حال قوی طاری تھا سید جمال الدین ادب سے کھڑے ہوگئے اور منا زمندانہ مدعا خدمت والا میں پیش کیا۔جواب میں ارشادفرمایا! سید تمہیں مبارک ہوتمھارے بہت سے بیٹے اور پوتے ہوں گے تمہیں عرض حال کے لئےکسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے اورتم کو مال ودولت بھی بہت کچھ ملے گا جب آپ ان کی عرضی قبول فرما کر فارغ ہوئے تو ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیمارلڑکے کو لاکر حضرت قدوۃ الکبرا کے قدم پکڑ لئے اور عرض کیا کہ میرا بس یہی ایک لڑکا ہے اور اللہ کے حکم سے اب یہ مرنے کے قریب ہے،خدا کے واسطے آپ اس کیلئے دعا فرمایئے کہ یہ اچھا ہوجائے،آپ نے فرمایا کہ اے اماں میں نے اعیان ثابتہ (لوح محفوظ) میں دیکھا ہے کہ تمھارے بیٹے کی عمراب کچھ دیر کی رہ گئی ہے۔بوڑھی عورت نے کہا اگر میرے بچے کو زندگی نہ ملی تو میں حضور کے سامنے اپنی جان دےدوں گی۔حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک سوبیس سال کی عمر عطا فرمائی ہے میں اس میں سے دس سال تمہارے بیٹے کو دیتا ہوں۔آج کی تاریخ لکھ لواس حساب سے اس کے بعد تمہارا بیٹا آج ہی کی تاریخ میں مرجائے گا۔

غوث پر نظام عالم قائم ہے

غوث کے سلسلہ میں کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ زمانہ کی گردش اور عالم ناپائیدار کی بقا غوث کے پیکر لطیف اور عنصر شریف کے واسطہ سے قائم ہے اور اگر غوث کا وجود ایک طرفۃ العین کے لئے بھی باقی نہ رہے تو یہ عالم نابود ہوجائے جسا کہ صاحب فصوص شیخ ابن العربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔دنیا اسوقت تک محفوظ رہے گی جس وقت تک اس میں یہ انسان کامل (غوث) موجود رہے گا کیا تم نہیں دیکھتے جس وقت وجود غوث نہ رہا اور خزانۂ عالم سے علیٰحدہ ہوگیا تو اس میں خزانہ حق جو کچھ تھا باقی نہ رہا اور جو کچھ تھا نکل گیا اور آپس میں خلط ملط ہوگیا اور معامل منتقل ہوکر آخرت (قیامت) تک پہنچا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب میں شیخ عبدالرزاق کاشی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان سے بہت سے فوائد حاصل کئے۔ایک بار غوث کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی فرمایا کہ غوث بھلے برے جس حال میں ہو پوشیدہ نہیں رہتا چنانچہ طبقات الصوفیہ (از شیخ عبدالرحمٰن سلمی نیشاپوری) میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ابوالحسن درّاج نے بیان کیا کہ مجھے دوسفر میں ہمراہیوں سے تکلیف پہنچی وہ باہمی کینہ رکھتے تھے

http://Ashrafi.org

اورایک دوسرے سے عار کرتے تھے، میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اب میں تنہا ہی سفر کروں گا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، جب میں تنہا سفر کرتا ہوا مسجد فارسیہ میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک بوڑھے کوڑھی کو بیٹھا ہوا پایا۔ سخت بلا میں مبتلا تھا۔ شیخ نے جب مجھے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ اے ابوالحسن کیا حج کا ارادہ ہے میں نے اس سے گھن کھاتے ہوئے نا گواری سے جوب دیا کہ ہاں! جاتو رہا ہوں اور شیخ نے کہا کیا اپنا شریکِ سفر چاہتے ہو میں نے دل میں کہا کہ تندرست ساتھیوں سے بھا گا تو ایک جذامی کے ہاتھ میں پڑا۔ میں نے کہا نہیں، شیخ نے کہا کہ ساتھ لے لو میں نے کہا خدا کی قسم میں کسی کو ساتھ نہیں لوں گا۔ شیخ نے کہا اے ابوالحسن يَصْنَعُ اللّٰهُ بِالضَّعِيفِ حَتّٰى يَتَعَجَّبَ الْقَوِىّ۔ (اللہ تعالیٰ کمزور کے ساتھ وہ کرتا ہے جسے قوی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے) میں نے کہا جی ہاں! یہ درست ہے لیکن میں اس کو ساتھ لے کر چلنے سے انکار کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب میں دوسری منزل پر پہنچا تو چاشت کا وقت تھا میں نے دیکھا کہ شیخ مجذوم وہاں بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی کہا اے ابوالحسن يَصْنَعُ اللّٰهُ بِالضَّعِيفِ حَتّٰى يَتَعَجَّبَ الْقَوِىُّ۔ میں ان کے سامنے گیا اور زمین پر گر پڑا اور عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ اور آپ سے معذرت کا طالب ہوں۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ اس معذرت طلبی سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے غلطی کی کہ آپ کو ساتھ لینے سے انکار کر دیا۔ اب میں آپ کو ساتھ لینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے انکار کر دیا تھا اور ساتھ نہ لینے پر قسم کھائی تھی۔ اب مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ میں تمہاری قسم کو توڑ دوں، میں نے کہا اگر آپ ساتھ چلنے پر تیار نہیں تو کم از کم اتنا کیجئے کہ میں ہر منزل پر آپ کو دیکھ لیا کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میں مضائقہ نہیں۔

یہ سنکر سفر کی تھکان اور بھوک اور پیاس سب جاتی رہی۔ ہر فکر دل سے دور ہوگئی۔ اب بس یہی لگن تھی کہ کب منزل پر پہنچوں اور ان کا دیدار کروں۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو دوسرے صوفیوں سے میں نے یہ قصہّ بیان کیا تو شیخ ابوبکر کتانی اور شیخ ابوالحسن مزیّن نے مجھے بتایا کہ وہ شیخ ابوجعفر مجذوم ہیں۔ تیس سال ہو گئے ہیں کہ ہم ان کے دیدار کے خواہاں ہیں۔ کاش ہم ان کو دیکھ سکیں۔ میں جب طواف میں مشغول ہوا تو میں نے ان کو پھر دیکھا، میں نے اس ملاقات کا ذکر پھر اپنے دوستوں سے کیا انہوں نے کہا کہ اب اگر تم ان کو دیکھو تو ہمیں آواز دے دینا (اور ان کا دھیان رکھنا) میں نے کہا کہ اچھا ایسا ہی کروں گا لیکن میں نے منیٰ اور عرفات میں ان کو نہیں دیکھا۔ رمی جمار کے دن کسی میرے پیچھے سے کہا السلام علیکم یا اباالحسن! میں نے پلٹ کر دیکھا تو حضرت شیخ موجود تھے۔ ان کو دیکھتے ہی مجھ پر عجیب حالت طاری ہوگئی، میں نے ایک نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گیا، اور وہ وہاں سے کہیں چلے گئے۔

حضرت قدوہ الکبرا نے فرمایا بعض اولیاء اللہ بالکل ان پڑھ گذارے ہیں اور باینہمہ وہ مرتبۂ غوثیت پر فائز

http://Ashrafi.org

ہوے ہیں چنانچہ شیخ ابوالعباس قصاب اپنے وقت کے غوث اور قبلہ زمانہ گزرے ہیں۔اُمی محض تھے اور از روائے علم ان کا یہ حال تھا کہ کاف اور قاف میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔اسی طرح شیخ ابوالحسن خرقانی بھی ان پڑھ تھے لیکن اپنے وقت کے غوث تھے حضرت پیر ہردی (حضرت عبد اللہ انصاری ہروی) فرماتے ہیں کہ جب کوئی بیمار ہوتا یا کچھ اور تکلیف ہوتی تو وہ خواجہ کے پاس حاضر ہوتا وہ اس پر الحمد للہ پڑھ کر دَم فرماتے اسی دم اس کو آرام ہو جاتا لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے تھے ایک بار ایک فاضل شخص کے دانت میں درد ہوا وہ آپ کے پاس گیا آپ نے الحمد پڑھ کر دم فرما دیا۔اسی وقت درد جاتا رہا۔اس نے کاہ کہ آپ الحمد للہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے آئے میں آپ کو صحیح کرادوں اور اچھی طرح یاد کرادوں۔آپ نے فرمایا جاؤ پہلے اپنے دل کو ٹھیک کرو۔اسکے بعد وہ شخص پھر اسی درد میں مبتلا ہو گیا۔شیخ الاسّلام فرماتے ہیں کہ میں نے خود شیخ خرقانی کی زبان سے الحمد للہ سنی ہے۔چونکہ وہ اُمّی محض تھے اسی لیے صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن پھر بھی وہ غوث زمانہ تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ غوث کعبہ کے مجاور ہوتے ہیں (ہمیشہ کعبۃ اللہ میں رہتے ہیں) اس موقع پر ایک عزیز نے عرض کیا کہ بعض حضرات اولیاء کرام میں سے مختلف شہروں اور قریوں میں پائے گئے ہیں اور وہ غوث روزگار کے منصب پر فائز رہے ہیں۔چنانچہ حضرت ابوالعباس آمل میں اور غوث الثقلین بغداد میں مقیم تھے لیکن یہ حضرات غوث زمانہ تھے اور ان جیسے بعض دوسرے حضرات بھی گزرے ہیں پس اس صورت میں اگر مجاورت کعبہ غوثیت کے لیے شرط ہوتی تو پھر یہ کس طرح ممکن ہوسکتا تھا (اور یہ تعارض کس طرح دور ہوسکتا ہے) حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مجاورت کعبہ کوئی لازمی شرط نہیں ہے اور اولیائے کاملین کو حق تعالےٰ نے ایسی قوت عطا کی ہے کہ وہ ایک طرفتہ العین میں مختلف جگہوں پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور غوث تو ان حضرات میں اکمل ترین ہوتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ میرے مرشد (حضرت شیخ علاؤالدین گنج بنات) کے حکم کے بموجب بعض مُریدین مختلف جگہوں پر مختلف پہاڑوں میں خلوت گزین ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ایک دوسرے کے درمیان کم از کم دس کوس کا فاصلہ ہوتا تھا۔حضرات حکم کے بموجب اپنی ریاضت کی مدت پوری کر کے ان پہاڑوں کے خلوت خانوں سے نکل کر حضرت مخدومی کی خدمت میں پہنچ جاتے تھے ان میں سے ہر ایک یہ کہتا کہ فلاں تاریخ کو پیر و مرشد میرے پاس تشریف لائے تھے اور تعبیر واقعہ بیان کیا اور تجلیوں میں فرق ظاہر کیا لیکن حقیقت حال یہ تھی کہ حضرت مخدوم (بظاہر) اپنی خانقاہ سے ان تاریخوں میں ایک ساعت کیلئے بھی باہر نہیں گئے۔

حضرت غوث اعظم کا منصب غوثیت

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ غوث لوگوں کی نگاہ سے کبھی پوشیدہ رہتا ہے اور کبھی ظاہر اور یہ بھی روا ہے کہ ایک غوث کی دعاء سے دوسرے ولی کی غوثیت کا منصب حاصل ہو جائے چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایک غوث ہی کی دعا سے اس منصب سے مشرف ہوئے تھے۔شیخ ابوسعیہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن علی بن ابی عمر تمیمی شافعی رحہم اللہ تعالےٰ سے منقول ہے کہ میں ایّامِ شباب میں

http://Ashrafi.org

حصول علم کے لئے بغداد کے لئے مقیم تھا۔ابن سقاان دنوں میرے دوست تھے،نظامیہ بغداد میں ہم تعلیم حاصل کرتے تھے عبادت وفراغت کے بعد میں صلحا کی زیارت میں اپنا وقت صرف کرتا تھا۔اس زمانہ میں بغداد میں ایک ولی اللہ تھے ان کو غوث وقت کہا جاتا تھا وہ جب چاہتے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوجاتے تھے اور جب چاہتے ظاہر ہوجاتے ایک دن میں،ابن سقا اور شیخ عبدالقادر تینوں نے ان کی زیارت کا ارادہ کیا۔ابن سقا نے چلنے سے پہلے کہا کہ آج میں ان سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کروں گا کہ ان سے جواب بن نہیں پڑے گا۔میں نے کہا ایک مسئلہ مجھے بھی دریافت کرنا ہے دیکھتا ہوں کہ ان کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہوتی ہے۔شیخ عبدالقادر نے کہا کہ معاذ اللہ۔معاذ اللہ کہ میں اُن سے کوئی سوال کروں میں تو محض ان کے شرف دیدار اور حصول برکات کے لیے ان کی خدمت میں جارہا ہوں۔اس گفتگو کے بعد ہم تینوں ان کے مقام پر پہنچے تو وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں تھے لیکن کچھ دیر کے بعد ہی وہ ظاہر ہوگئے اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔بیٹھتے ہی انہوں نے بڑی غضب ناک نظروں سے ابن سقا کی طرف دیکھا اور فرمایا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے ایسا مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب میں نہیں جانتا۔سُن تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔یادرکھ ابن سقاء میں میں تیرے اندر کفر کی آگ شعلہ زن دیکھ رہا ہوں!اس کے بعد شیخ میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے عبداللہ تو بھی مجھ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے سُن کہ میں اس مسئلہ میں کیا کہتا ہوں تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے لیکن بے ادبی کے باعث تو دنیا میں اپنے کانوں کی لَو تک غرق رہے گا یہ فرما کر شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف متوجہ ہوے ان کو اپنے پاس بلایا ان کی تعظیم کی اور فرمایا کہ اے عبدالقادر تم نے اپنے حسنِ ادب سے خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کردیا ہے۔اس حسن ادب کے باعث میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک دن بغداد کے منبر پر بیٹھو گے۔اور برملا کہو گے

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے

اور میں دیکھ رہا ہوں کے تمام اولیاء نے تمہاری تعظیم کے لئے اپنی گردنیں جھکا دی ہیں۔ یہ فرما کر وہ اسی وقت نگاہوں سے اوجھل ہو گئے پھر ہم میں سے کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔تھوڑی مدت میں بزرگی کی نشانیاں شیخ عبد القادر میں بغایت الٰہی ظاہر ہونے لگیں ان کی ولایت پر خاص وعام نے اجماع کرلیا اور ایک دن وہ منبر پر چڑھے اور فرمایا:قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ او راسوقت کے تمام اولیاء نے آپ کی بزرگی کا اقرار کیا ، دوسری طرف ابن سقا نے تحصیل علم کے بعد علوم شریعت میں ایسا کمال حاصل کیا کہ بہت سے علماءِ عصر سے بازی لے گئے اور ہر طرف بقطع مناظرہ در جمیع العلوم ان کی شہرت پھیل گئی ۔ ان کی زبان بڑی فصیح تھی اور بیان بڑا لطیف تھا ، خلیفہ نے ان کو سفیر بنا کر مملکتِ روم میں بھیجا۔ شاہ روم نے جب ان کے کمال علمی کو دیکھا اور ان کو زبردست فصیح پایا تو اس نے نصرانی علماء اور قسّیسین کو جمع کیا اور ان سے مناظرہ کرایا جب مناظرہ ہوا تو ابن سقاء نے سب کو شکست دے دی اور اپنے براہین قاطعہ سے ان سب کو عاجز کر دیا ملک روم کے دربار میں ان کی بڑی منزلت ہونے لگی اور انک کو زبردست

رتبہ حاصل ہوا یہاں تک کہ بادشاہِ روم کی حسین وجمیل بیٹی کو انہوں نے دیکھا اور اس پر فریفتہ ہوگئے۔

شعر

مبتلا شد در زمان جان شریف | مبتلا اُسدم ہوئی جان شریف
بر جمال وحسنِ آن روح لطیف | دیکھا جب اُس روح کا حسن لطیف

انہوں نے شاہ روم سے درخواست کی کہ اپنی لڑکی ان کے حبالۂ عقد میں دیدے۔شاہ روم نے کہا کہ اس کی شادی تمہارے ساتھ صرف اس شرط پر ہوسکتی ہے کہ تم عیسائی ہوجاؤ۔یہ فوراً عیسائی ہوگئے۔

غزل

آتشِ حنش درونِ جان گرفت | حُسن کا شعلہ جو سوز جاں ہوا
در بہائی عشق دادایمان گرفت | عشق کا بدلہ مرا ایماں ہوا
در دلِ کان عشق آمد ازنظر | دین و دنیا پھر کہاں اُس دل میں جو
جائی دین نبود کہ شہ ایوان گرفت | شہر یار عشق کا ایواں ہوا
عشق در ملک دلست چون بادشاہ | ملک دل میں عشق ہے اک بادشاہ
رفت غوغا ملک چون سلطان گرفت | غل مٹا جب حکمراں سلطاں ہوا
بادشاہ عشق را نبود زوال | بادشاہ عشق کو کیسا زوال
آفتاب است ظلِ اونتوان گرفت | پر تو خورشید کب پہناں ہوا
پنج نوبت میذند برتخت بخت | پنج نوبت تخت پر بجتی ہے جب
عشق تو چون اشرفِ سمنان گرفت | تیرا عاسق اشرفِ سمناں ہوا

اور اس لڑکی کو مانگا اور غوث کی بات یاد آئی اور سمجھ گئے کہ یہ کچھ اس بے ادبی کا نتیجہ ہے کہ۔

قطعہ

بی ادب ہرگز نباشد رستگار | بے ادب ہوتا نہیں رستگار
از ادب گردونست باعزو وقار | آسماں کا ہے ادب ہی سے وقار
گرنہ گردد مارِ حلقہ از ادب | گر ادب سے باندھ لے حلقہ نہ سانپ
چون بود بالائی گنجی مہرہ وار | ہو خزانہ پر ہو کیسے مہرہ وار

اب میرا حال سُنیئے۔میں وہاں سے دمشق آگیا۔سلطان نورالدین (زنگی) شہید نے مجھے طلب فرمایا اور وزارتِ اوقاف میرے سپرد کردی اور مجھ پر کمال درجہ مہربانی فرمائی اور اس طرح ان غوث وقت کا ارشاد (کہ تم سراپر دنیا میں گھر جاؤ گے) مجھ پر صادق آگیا۔اس حکایت کے بیان فرمانے کے بعد حضرت نے فی البدیہہ یہ رباعی ارشاد فرمائی۔

http://Ashrafi.org

رباعی

ہر چہ در تقدیر یزدان رفتہ است — جو مقدر ہو چکا، ظاہر اُسے
آید از درویش و سلطان بر زبان — کرتی ہے درویش و سلطاں کی زبان
درمیانِ دیدہ و نادیدہ گوئی — دیکھے بے دیکھے کی باتوں میں ہے فرق
ہست فرقی از زمین تا آسمان — ایسا جیسے یہ زمین و آسماں

حضرت نورالعین نے حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب غوث دوز گار کا وصال ہونے والا ہے اس سے آپ کا اشارہ کس طرف ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کچھ مہینوں کے بعد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ پھر یہ نوبت کس کے دروازہ پر بجائی جائے گی۔

قطعہ

آنکہ باشد بردر او برزنند — کون ہے در پر بجاتے جس کے ہیں
کوس دولت از مثالِ کبریا — کوسِ دولت حسبِ فرمانِ خدا
کیست کورا از حریمِ خاص تر — کون ہے جس کو حریم خاص سے
بانگ بر خیزدکہ از بیرون بیا — ہے ندا آتی کہ تو باہر سے آ

اتفاق سے کچھ عرصہ کے بعد حضرت قدوۃ الکبرا نے سفر کا قصد کیا۔ حضرت کبیر نے اس موقع پر عرض کیا کہ میں حضور والا میں چند بار یہ درخواست کر چکا ہوں کہ مجھے بھی رکاب سعادت سے مشرب ہونے کا موقع دیا جائے (سفر میں اپنے ساتھ رکھیں) لیکن اب تک مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا ہے اس بار مجھے امید ہے کہ حضور کی ہمراہی کا شرف ضرور میّسر ہوگا اور میں حاضر خدمت رہوں گا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ تمہاری رفاقت کے بغیر مجھے بھی قرار نہیں آتا لیکن درگاہ کی دیکھ بھال اور ولایتِ اسلام کے بندوبست کی خاطر میں تمہیں یہاں چھوڑ کر چلا جاتا تھا

شعر

مرا از روئ تو دوری غریسیت — مجھے بھاتی نہیں ہے تیری فرقت
ضرورت می شود امرِ عجیبست — مگر مجبور کرتی ہے ضرورت

لیکن اس مرتبہ ایسا نہیں ہوگا اور جو کچھ تم چاہتے ہو ویسا ہی کیا جائے گا چنانچہ صوبہ گجرات کی طرف روانگی اختیار کی گئی تا کہ وہاں سے اطراف دکن اور ولایت گلبر گر کا قصد کیا جائے کیونکہ اطراف دکن و نواحی گلبر گہ حضرت قدوۃ الکبرا کو بہت پسند تھی کیونکہ اس طرف کی آب وہوا مزاج اقدس کے موافق اور مناسب تھی۔ **شعر**

ندیم تہ سبزگوں برگہَ — تہِ چرخ دیکھا نہ اک لالہ زار
بگلزارِ عالم چو گلبرگہَ — کہ گلبرگہ کی طرح ہو پر بہار

حضرت قدوۃ الکبرا کوگلبرگہ کی زمین بہت پسند تھی کہ آپ اس کوگلبرگہ کے بجائے" گلبرکہ "فرمایا کرتے تھے۔ بہرحال قطع منازل کرتے ہوئے آپ سرزمین دکن میں پہنچ گئے اور سیّد محمد گیسو دراز کی خانقاہ میں قیام ہوا چونکہ حضرت قدوۃ الکبرا کا یہ معمول تھا کہ سفر ہو یا حضر آپ ہمیشہ تنہا رہتے تھے، چنانچہ یہاں خادموں اور ہمراہیوں کے لیے الگ خیمے لگائے گئے اوران خیموں سے الگ تھلگ ایک بڑا خیمہ حضرت کیلئے لگایا گیا۔

شعر

ہمیشہ درمنازل خواہ اطراف — رہیں گھر یا کریں وہ سیرِ اطراف
جو عنقا بود عزلت گیر در قاف — تھے عنقا کی طرح باشندہ قاف

حضرت قدوۃ الکبرا مقررا وقات میں اپنے اصحاب ولایت مآب کو اپنے پاس ملاقات کا وقت دیتے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرا حضرت نور العین، حضرت کبیر کو آدھی رات گئے اور صبح کو اپنے پاس طلب فرمایا کرتے تھے اور معارف وحقائق سے آگاہ فرماتے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا کو منصب غوثیت عطا ہونا

ایک رات شیخ الاسلام کو حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنے حضور میں طلب فرمایا کچھ دیر گذرا تھا کہ آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی اور عجیب وغریب اضطراب وانقلاب پیدا ہوا کہ اسکی تشریح وتوضیح ناممکن ہے۔ حضرت کا یہ اضطراب دیکھ کر شیخ الاسلام پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر وہ حضرت کہ خیمہ گاہ میں نہ ٹھہر سکے اور باہر آکر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بیخودی کے عالم میں وجد فرمارہے تھے، ایک ساعت تک حضرت کی یہی حالت رہی۔ پھر آپ کی بے خودی ختم ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ الحمدللہ مجھے حاصل ہوگیا۔ حضرت نور العین، حضرت کبیر اور حضرت شیخ الاسلام آپ کا یہ ارشاد سن کر بہت حیران ہوئے اور غور کرنے لگے کہ کون سا عجیب وغریب معاملہ پیش آیا جس نے حضرت قدوۃ الکبرا کو اس قدر مضطرب اور بے چین کردیا تھا لیکن کسی شخص کو یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ آپ سے دریافت کرے آپس میں تمام حضرات یہی کہتے تھے کہ صرف حضرت نور العین ہی اپنے معمول کے مطابق یہ جسارت کرسکتے ہیں چنانچہ انہوں نے درخواست کی کہ حضرت قدوۃ الکبرا کے اضطراب اور بے قراری کا موجب کیا تھا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آج ماہ رجب ۷۷۷ھ کی پہلی تاریخ ہے وہ غوث روزگار وقطب گردوں جن سے مجھے جبل الفتح میں شرف ملاقات حاصل ہوا تھا اس دنیا سے کوچ فرماگئے اماثر وا کابر روزگار میں سے ہر ایک کو یہ توقع تھی اور ہر ایک کی ہمت اس امر کے درپئے تھی کہ غوثیت کا بزرگ اور شریف عہدہ اس کو ملے گا لیکن کسی بدن پر قیمتی لباس اور کسی کے سر پر عظمت کا تاج ٹھیک نہیں اُترا

شعر

ہمہ کس بمیدان کوشش دراند — تھے کوشش کے میداں میں سارے گئے
ولی گوی دولت نہ ہر کس برند — مگر گیند کو سب نہیں لے گئے

حق تعالیٰ نے اپنی مہربانی اور اپنے لطفِ بے پایاں سے غوثیت کا وہ تاج اس فقیر کے سر پر رکھ دیا۔

http://Ashrafi.org

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ ؎۱
یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اور یہ شکرانہ اسی سلسلہ میں تھا جیسا کہ مجذوب شیرازی نے کہا ہے۔

شعر

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا — شکر خدا کہ میں نے طلب اس سے جو کیا
بر منتہائی ہمت خود کامران شدم — خواہش کی انتہا کے موافق مجھے ملا

یہ خبر سنتے ہی تمام مریدین اور رفقاء میں خوشی اور مسرت کہ لہر دوڑ گئی اور حد درجہ مسرور ہوئے۔

مثنوی

چون نوائی پردۂ آمد بشوق — جب نداپروہ سے آئی پرز شوق
صوفی گردون بچرخ آمدز ذوق — صوفی گردوں کو آیا وجد و ذوق
خوش بشارت ازحریم خاص شد — مژدہ آیا ہے حریم خاص سے
کز نوایش ہریکی رقاص شد — اس کوسن کر رقص سب کرنے لگے

اب سے عزل ونصب کا حکم اس فقیر کو دے دیا گیا اور دورۂ عالم میرے سپرد کیا گیا۔

شعر

چو پائی شہ فرو افتاد ازگاہ — جو چھوڑے تخت کوئی شاہ ذیجاہ
بتخش کہ نشیند جز شہنشاہ — تو بیٹھے کون اس پر جز شہنشاہ

غوث وقت کی تجہیز و تکفین کے بعد میں نے ان کے نماز جنازہ کی امامت کی اسلئے کہ غوث کی نماز جنازہ غوث کے سوا کون پڑھا سکتا ہے۔ چاروں قیّوم (قیّم) اس فقرا اور دو امامان یعنی عبدالرب اور عبدالملک اور ایک اوتاد نے مل کر ان کی میت کو اٹھایا اور ان کے مقام ہی پر ان کو دفن کر دیا۔

غوثیت کے منصب سے پہلے حضرت کا منصب امامان تھا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس عہدہ کی تفویض سے پہلے میں اماماں میں سے ایک تھا اور مجھے عبد الملک کہا جاتا تھا اور غوثیت کے تخت کے بائیں جانب میرا مقام تھا، جب اس فقیر کو غوث کا منصب عطا فرمایا گیا تو عبدالرب کو جو غوث کے دائیں طرف بیٹھے تھے انہیں بائیں طرف جگہ دے دیگئی اور دائیں طرف جو جگہ خالی ہوئی اوتاد میں سے ایک کیلئے مخصوص کر دی گئی، اور اوتاد میں جو خالی ہوئی اُسے ایک ابدال سے اور ابدال میں ایک اخیار سے پر کر دیا گیا۔ اور اخیار میں اس ترقی سے جو جگہ خالی ہوئی وہ ابرار میں سے ایک کو ترقی دے کر پُر کی گئی اور ابرار کی خالی جگہ پر ایک نجیب کو ترقی دی گئی اور نجیب کی خالی جگہ پر ایک نقیب اور نقبا

؎۱ پ ۲۷ سورہ حدید ۲۱

میں جو جگہ خالی ہوئی اسکو مومنوں سے ایک ہستی کے لئے مخصوص کیا گیا۔اس دفعہ میری درخواست پر نقبا میں خالی ہونے والی جگہ پر عزیزم تنگر قلی کو منصوب کیا گیا اور وہ جگہ تنگر قلی کو دے دی گئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ کافروں میں سے کسی ایک کو مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ہی ان لوگوں میں شامل کرلیا جائے۔

چنانچہ طبقات الصوفیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔حضرت غوث الثقلین (شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ) کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں عرصہ سے حضرت غوث کی خدمت بجالاتا تھا اور خدمت شریف میں اکثر راتیں جاگ کر گزار دیتا تھا ایک رات حضرت غوث الثقلین خانقاہ سے باہر تشریف لائے میں پانی کی جھاگل پیش کی لیکن آپ نے التفات نہ فرمایا اور آپ مدرسہ کی طرف روانہ ہوگئے،دروازہ کھل گیا اور آپ باہر نکل آئے۔میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا اور میں یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ کو میری اس عقب روی کا علم نہیں ہے جب ہم شہر بغداد کے دروازہ پر پہنچے تو دروازہ فوراً کھل گیا،آپ باہر نکل آئے اور میں بھی باہر نکل آیا پھر سامنے ایک اور دروازہ آیا،ہم کچھ دور اور آگے چلے اور ایک شہر میں پہنچ گئے جس کو میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے آپ مسافر خانہ میں آئے وہاں پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگ حضرت غوث الثقلین کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب آ کر سلام کیا میں وہاں سیک ستون کی آڑ میں کھڑا ہوگیا۔اسی رباط کے ایک کونہ سے آہ وزادی کی آواز آئی لیکن کچھ دیر بعد ہی وہ آواز ختم ہوگئی۔اس کے بعد ایک شخص نمودار ہوا اور وہ رباط کے اس طرف چلا گیا جہاں سے رونے کی آواز آرہی تھی،اس کے بعد وہی جانے والا شخص واپس نکلا،اس وقت وہ کندھے پر ایک شخص کو اٹھائے ہوئے لا رہا تھا پھر ایک شخص اور آیا اس شخص کا سر برہنہ تھا اور اس کی لبوں کے بال بڑے ہوئے تھے۔یہ شیخ متحرم کے روبرو آ کر بیٹھ گیا۔حضرت شیخ نے اسکو کلمہ طیبہ پڑھایا اور اس کے سر اور لب کے بال جو بہت بڑھے ہوئے تھے کاٹ دیے،اس کے بعد اس کو طاقیہ پہنائی اور نام "محمد" رکھا۔اس کے بعد آپ نے ان چھ افراد سے جو پہلے سے وہاں بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ میں اس امر پر مامور کیا گیا ہوں کہ اس کو اس متوفی کا بدل بنا دوں۔ ان سب نے بیک زبان کہا ہمیں قبول ہے۔

اس کام کے بعد شیخ وہاں سے واپس روانہ ہو گئے میں بھی حسب سابق شیخ کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہی ہم شہر بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے جس طرح دروازہ پہلی مرتبہ خود بخود کھل گیا تھا اس بار بھی کھل گیا پھر ہم مدرسہ کے دروازہ پر پہنچ گئے وہ بھی اسی طرح کھل گیا اور پھر ہم خانقاہ میں داخل ہو گئے جب صبح ہوئی تھو میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنا سبق پڑھنا چاہا لیکن رات کے معاملہ کے ہیبت مجھ پر اس طرح طاری تھی کہ اپنا سبق نہیں پڑھ سکا۔شیخ نے فرمایا اے عزیز! پڑھو! تب میں نے شیخ کو قسم دے کر کہا کہ رات جو کچھ میری نظروں سے گزرا ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔میری قسم سے مجبور ہو کر انہوں نے فرمایا کہ رات جو شہر تم نے دیکھا وہ شہر نباوند تھا وہ چھ حضرات جو وہاں موجود تھے ابدال تھے اور جس

میت کے لئے رورہے تھے وہ ان کا سردار تھا اور وہ شخص جو کاندھے پر ایک شخص کو ڈالے ہوئے باہر آئے حضرت خضر علیہ السلام تھے اور اپنے کندھے پر اس مردہ کو لائے تاکہ اس کی تجہیز و تکفین کی جائے اور وہ شخص جسے میں نے کلمہ شہادتین پڑھایا تھا وہ قسطنطنیہ کا ایک آتش پرست تھا کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ اُسے اس مردہ کا جانشین بناؤں لہٰذا اُسے میرے پاس لائے اور وہ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اب وہ بھی انہیں کا ایک ہے۔

حضرت شیخ مبارک نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ غوث کے داہنے جانب جو بیٹھتا ہے اس کو غوث کے بعد غوث کا منصب ملنا چاہیئے کیونکہ اصحاب یمین (دائیں ہاتھ والے) اصحاب یسار (بائیں ہاتھ والے) پر برتری رکھتے ہیں اور یہاں یہ صورت ہے کہ بائیں جانب والے اس منصب پر پہنچتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے جواب میں فرمایا کہ اہل یسار عالم انسانی کے ناظر اور نگراں ہیں اور انام کے دائرہ کے محافظ ہیں (یعنی دنیا کے) اور اہل یمین عالم ملکوت کے ناظر ہیں۔ اس صورت میں عالم انسانی کے ناظر کا مرتبہ ناظر عالم روحانی سے اعلیٰ ہوا۔ پس ہر صورت میں اہل یسار ہی غوث کا منصب خالی ہونے پر اس کی جگہ متمکن ہوتے ہیں۔

شیخ نور کا مرتبۂ قطب پر فائز ہونا،

ایک دن شیخ اصل الدین سپید باز نے حضرت مخدوم زادہ شیخ نور (اللہ تعالےٰ ان کے قلب کو نور ایمان سے منور فرمائے) کے قطب ہونے کے بارے میں گفتگو شروع کی اور دریافت کیا کہ ان کی قطبیت کا کیا مقام اور درجہ ہے؟؟ حضرت نے فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت مرشدی وسیدی (شیخ علاء الدین گنج نبات) کی خدمت میں مجھے باریابی حاصل تھی اور میں ان کے حضور میں رہتا تھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالےٰ تم کو غوثیت کے مرتبہ پر پہنچائے تو تم فرزند نور کے لیے قطب ہونے کی کوشش کرنا۔

مصرعہ:۔

گفتہ بچشم ہر چہ تو گوئی ہمان کنم
بولے کروں گا ہے بسروچشم میں ادا

حضرت مخدومی کے انتقال کے عرصۂ دراز کے بعد ولایت بنگالہ کے قطب نے انتقال فرمایا پس تمام اولیائے کرام اور وزیران بارگاہ ربانی کا ہم نے اجتماع کیا تاکہ بالاتفاق مخدوم زادہ کو قطبیت کے منصب پر فائز کریں۔ اس وقت بعض لوگوں نے ان کے قطب ہونے کی دلیل چاہی۔ اس فقیر نے مخدوم زادہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ان لوگوں کے سوال کی طرف توجہ مبذول کیجئے اور اس پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ آپ کے پاس آئے۔ بابا حسین خادم کہتے ہیں کہ جیسے ہی حضرت قدوۃ الکبرا کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے پہاڑ روانہ ہوگیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ اے پہاڑ اپنی جگہ ٹھہر جا کہ میں تو پیرزادہ کو تعلیم دے رہا ہوں اور ان کو موعظت کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت مخدوم زادہ نے قدوۃ الکبرا کے ارشاد کے مطابق پہاڑ کو انگلی سے اشارہ کیا کہ اے پہاڑ یہاں آ۔ پہاڑ بہت تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ بہت سے لوگوں نے

اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا اور آپ کی ثنا و توصیف کی۔

رباعی

همه گفتند از دل برزبانی — لگے کہنے یہ دل سے سب زبانی
که بہتر زین نمی باید نشانی — کہ اس سے بڑھ کے کیا ہوگی نشانی
چو قطبی رانشان زینگونہ آید — جو قطبیت کی ہو ایسی علامت
دگر از حجت و برہان چہ باید — تو پھر کیا چاہیئے برہان و حجت

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت مخدوم نے جو کچھ وصیتیں کی ہیں وہ سب کی سب ہم نے پوری کر دی ہیں صرف ایک وصیت باقی رہ گئی ہے۔ انشاء اللہ اس کو بھی ہم پورا کریں گے۔ بعض اکابر صوفیہ نے اس قسم کا بار اٹھانے اور عہدہ دار ہو کر زندگی بسر کرنے سے کنارہ کشی کی ہے۔ اپنے حال کی مشغولیت کے باعث وہ نہیں چاہتے تھے کہ دوسرے لوگوں کا بھی بوجھ اٹھائیں لیکن بایں ہمہ بنی آدم کی ضروریات کا پورا کرنا اور دنیا کے بوجھوں کو اٹھانا بعض اکابر نے اہم قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان حضرات نے اپنے اشغال باطن پر دوسروں کی حاجت روائی اور کار برآری کو مقدم سمجھا ہے۔

جس وقت کہ حضرت مخدوم زادہ کو قطب کا منصب عطا کیا جارہا تھا بارگاہ الٰہی کے بعض نائبین یہ چاہتے تھے کہ شیخ شرف الدین کو اس شرف سے مشرّف کیا جائے اس وقت شیخ شرف الدین کے اندر عجیب اضطراب پیدا ہوا اور ایک رات وہ تمام شب خانقاہ میں ٹہلتے رہے۔ ان کا مدّعا یہ تھا کہ اگر اس بارِ قطبیت کو کوئی دوسرا اٹھالے تو بہتر ہوگا۔ کچھ دیر کے بعد یہ اضطراب اور بے قراری جاتی رہی۔ بعض اصحاب نے ان سے ان کی اس بے قراری کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ بعض شخصیتیں چاہتی تھیں کہ قطب کا منصب میرے سپرد کر دیا جائے لیکن میں اس سے بچنا چاہتا تھا، الحمدللہ کہ میرے بھائی نور نے اس بار کو اٹھالیا۔

جسم غوث انتہائی لطیف ہوتا ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ غوث کا جسم جس قدر بیان کریں اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ شیخ اکبر سے منقول ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کے طواف کے دوران ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہا تھا اور کسی سے مزاحمت نہیں کرتا اور اگر دو شخصوں کے درمیان آجاتا اور نکل جاتا تو ان کو جدا نہ کرتا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ یہ کوئی روح ہے، میں نے تجسس کے ساتھ ان کی گذرگاہ پر نظر رکھی جب وہ سامنے آئے تو میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں ان کے ساتھ ہو گیا۔ میرے ان کے درمیان بات چیت بھی ہوئی تب مجھے پتہ چلا کہ وہ شیخ احمد سبطی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے زمانہ میں قطب وقت کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں ہی قطب وقت ہوں۔ میرے بعد سیّد جلال اور ان کے بعد سیّد اشرف جہانگیر سمنانی ہوں گے (طبقات الصوفیہ)

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا کے بارے میں بار ہا یہ بات مشاہدہ سے گزری ہے کہ بعض سلاطین اپنے قصروں میں حضرت کوٹھیراتے تھے اور جس قدر بادشاہوں کے محل مکلف ومحفوظ ہوتے ہیں ویسے ہی وہ ہوتے تھے آدھی رات کوحضرت باہر تشریف لے آتے اور کہیں جاتے تھے، دروازہ اور قلعہ اس طرح بند رہتا، اکثر ایسا ہوا کہ خادم یعنی نظام یمنی حضرت کے ہاتھ پاؤں وباتا تھا بارہا ایسا ہوتا کہ جب میں ہاتھ کمر تک پہونچاتا تو میرا ہاتھ ادھر سے اُدھر نکل جاتا۔آپ کا جسم مبارک قطعاً میرے ہاتھ کو حائل نہ ہوتا کبھی کبھی حائل بھی ہوتا لیکن اس قدر لطیف تھا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ میں نے غوث کے سلسلہ میں بہت کچھ اپنے "**رسالہ غوثیہ** "میں تحریر کر دیا ہے وہاں سے اس سلسلہ میں بہت حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس طائفہ قدسیہ کی ماہیت وحقیقت کا جاننا بہت اہم اور مبارک ہے بارِخدایا ہم کو اور تمام مومنوں کو یہ رتبہ شریفہ اور مرتبہٗ بلند عطا فرما۔

امامان

وہ کیا ہے؟ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ دواصحاب ہیں ایک کا نام عبدالرب ہے اور دوسرے کا نام عبدالملک! عبدالرب کی مسندوزارت تختِ غوثیہ کے دائیں طرف ہوتی ہے اور وہ عالم ملکوت کا ناظر ہے۔دوسرے عبدالملک کا مقام تخت غوثیہ کے بائیں طرف ہے اور وہ ملک ناسوت کے ناظر ہیں! یہ اپنے منصب کے اعتبار سے دائیں ہاتھ کے امام سے برتر اور افضل ہیں اور دنیا ان سے خالی نہیں ہوتی۔

شعر

چو براورنگ باشد بادشاہی — ہوا مسند نشیں جب تخت پر شاہ
ضرورت بی وزیران نیست جاہی — وزیروں کے بغیر اُسکی نہیں جاہ

اوتاد

جن کی ذات سے اللہ تعالیٰ عالم کی نگرانی فرماتا ہے سارے عالم یعنی ہفت اقلیم وجہات عالم میں صرف چار رہتے ہیں۔

شعر

زچار اوتاد گردد پنج پایۂ — ہیں چار اوتاد برج پنج پایہ
کہ آن اورنگ شداین چار پایۂ — کہ ہے وہ تخت یہ ہیں چار پایہ

اور یہ ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں نہ ان کی تعداد گھٹتی ہے اونہ بڑھتی ہے ان میں سے ایک شرق میں ہوتے ہیں ان کا نام عبدالحیٔ ہے اور دوسرے غرب میں ہیں ان کا نام عبدالحلیم ہے، تیسرے جنوب میں ہیں ان کا نام عبدالقادر ہے، چوتھے شمال میں ہیں ان کا نام عبدالمرید ہے۔**شعر**

چو غوث این خیمہ رابرکار کردہ — کیا جب غوث نے خیمہ کو آباد
طناب چارش اندر چار کردہ — طنابیں چارو اسکی چار اوتاد

حق تعالیٰ ہفت اقلیم کی چاروں جہتوں کی حفاظت ونگرانی ان اوتاد کے توسط سے فرماتا ہے۔

http://Ashrafi.org

کہ یہ حضرات الطاف الٰہی کا مظہر ومنظر ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے الطاف بے پایاں ان کے شامل حال رہتے ہیں جس طرح سے پہاڑ زمین کے سکون وقرار کا سبب ہیں (زمین ان کے باعث ہل نہیں سکتی) اوتاد تمام عالم اور ربع مسکون (دنیا) کے قیام وقرار کا موجب ہیں پورب پچھم میں ناچاران کی تعبیر پہاڑ سے کی گئی ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ ۱؎ کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو اسکی میخیں نہیں بنایا

ابدال

سات ہوتے ہیں وہ اپنے مقام سے جب کبھی سفر کرتے ہیں تو ایک جسم انسانی اپنا ہم صورت مستقر پر چھوڑ جاتے ہیں، تاکہ ان کی عدم موجودگی کو کوئی نہ سمجھ سکے۔ پس حقیقت میں نہ وہ بدل ہے نہ غیر اوران میں سے ہر ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔

بیت

طناب خیمہ چون در چرخ بیخ است طنا بیں خیمہ کہ ہیں چرغ میں بیخ
تن ابدال دروی ہفت میخ است تن ابدال اس میں سات ہیں میخ

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ چالیس سے زیادہ ہیں اور بعض نے چالیس تن کو ابدال کہا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ خاندانِ چشت کے سربراہ اور پیشوا حضرت شیخ ابواحمد منصب ابدال پر فائز رہے یہ ان چالیس حضرات میں سے ہیں جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر آسودہ رہے ہیں آپ کے آباؤ اجداد سلاطین چشت میں سے تھے آپ کی ایک بہن تھیں بڑی ہی عابدہ او صالحہ آپ کے گھر کبھی کبھار شیخ ابواسحاق شامی قدس سرہٗ تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا قصّہ یہ ہے کہ ابھی خواجہ ابو احمد کی عمر بیس سال کی تھی کہ آپ اپنے والد کے ہمراہ پہاڑی علاقہ میں شکار کھیلنے کے لیے گئے۔ شکار کے دوران آپ اپنے والد اور دوسرے ہمراہیوں سے بچھڑ گئے ادھر اودھر پھرتے ہوئے آپ ایک گھاٹی میں پہنچے تو دیکھا کہ چالیس مردانِ خدا وہاں ایک پتھر پر تشریف فرما ہیں اور شیخ ابواسحاق شامی ان کے درمیان ہیں ان پر بہتر حالت طاری ہوئی، گھوڑے سے اُتر آئے اور شیخ کے پیروں پر سر رکھ دیا گھوڑا اور ہتھیار جو کچھ تھا چھوڑ دیا۔

شعر

چوگوہر کان خودرا دید پرسنگ جو دیکھا کان کو گوہر نے پرسنگ
زدہ بر شیشۂ ناموس بے ننگ تو پٹکا شیشہ عزت کو بے ننگ

اور کمبل اوڑھا اور ان کے ساتھ روانہ ہوے۔ ان کے نوکروں اور والد نے انہیں بہت تلاش کیا لیکن یہ ان کو نہ ملے چند روز کے بعد خبر ملی کہ شیخ ابوا سحاق شامی کے ساتھ پہاڑ کے فلاں علاقہ میں ہیں۔ ان کے والد نے کچھ لوگوں کو ان کے لانے کے لئے بھیجا، بہت کچھ سمجھایا اور ساتھ چلنے کی کوشش کی لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوئی

۱؎ پ ۳۰ سورہ النباء ۶، ۷

http://Ashrafi.org

اوران کواپنے ہمراہ واپس نہ لا سکے۔

ابیات

نہ فرزانہ از علم باقل بود — ہنر سے ہنر مندباقل نہ ہو
نہ دیوانہ ازپند عاقل بود — نصحیت سے دیوانہ عاقل نہ ہو
بخوان عاقلش گر تو فرزانۂ — کہے اس کو عاقل جو فرزانہ ہو
چو دیوانہ خوانیش دیوانۂ — کہے جو کہ دیوانہ دیوا نہ ہو

اس سلسلہ میں بعض حضرات نے کہا ہے ابدال سات ہیں اوران سات میں سے چار اوتاد ہیں اور (۲) دوامامان ہیں اورایک کو قطب کہا جاتا ہے۔ان حضرات کا نام ابدال اس لیے رکھا جاتا ہے کہ اگران میں سے کسی کا انتقا ہوجاتا ہےتو دوسرااس کا بدل ہوجاتا ہے۔ اوران چالیس حضرات میں سے ایک چن کر یہ تعداد پوری کردیجاتی ہےاوران چالیس میں جب ایک کی ہوتی ہے وہ کمی تین سو میں سے ایک شخص کومنتخب کرکے پوری کرلی جاتی ہےاور جب ان تین سو میں سے ایک کم ہوجاتا ہےتو صالحین مومنین میں سے ایک شخص کا انتخاب کر کے ان تین سو کی تعداد کو پورا کردیا جاتا ہے۔بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان حضرات کا نام ابدال اس وجہ سے رکھا گیا کہ ان کو یہ قدرت عطا کی گئی ہے کہ یہ اپنابدل پیش کردیتے ہیں اپنی منشا کے مطابق کسی ایسے امرکیلئے جوقائم ہےان کی ذات میں اس حکم حال سے جوان کے نفوس میں موجود ہے(یعنی ان کواس حال کا علم ہوتا ہےاوراگر کسی کواس امر کا علم نہ ہوتو ایسا شخص ابدال نہیں ہوگا۔وہ اس مقام کے صاحبان سے نہیں ہے)

بعض مشائخ بھی صورت کی تبدیلی پر قادر ہیں

صورت کا تبدیل کرنا صرف ابدال کے لئے مخصوص ومخصر نہیں ہے بلکہ بعض مشائخ بھی صورت تبدیل کر لیتے ہیں۔میں نے بعض ایسے بزرگوں کو دیکھا کہ ان کی صورتِ روحانیہ صورت جسمانیہ کا روپ اختیار کر لیتی ہے وہ اسی صورت جسمانیہ میں رہ کر بات چیت بھی کرتے ہیں اورکام بھی کرتے ہیں اور دیکھنے والے یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی صورت جسمانیہ میں موجود ہیں (یعنی زندہ ہیں) اوراس طرح کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں صاحب کو دیکھا کہ وہ یہ کہہ رہے تھے۔حالانکہ ان سے یہ فعل صادر نہیں ہوتا ہم نے تم نے بارہا ایسے حضرات کا مشاہدہ کیا ہے۔چنانچیہ ہمارے حضرت مخدوم (شیخ علاءالدین گنج نبات قدس سرہٗ) کوان کے بعض مرید سلاطین اور نامدار بادشاہوں نے جنگ وجدال اورمیدان کارزار میں اپنی مدد کے لیے یاد کیا ہےتوانہوں نے فریق مخالف سے جدال وقتال اور باغیوں سے مقابلہ کیا ہےاور بعد میں یہ پتہ چلا کہ حضرت نے تو خانقاہ سے باہر ایک قدم بھی نہیں نکالا تھا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس بزرگ و کریم خاندان وسلسلہ کے بہترے افراد منصب ابدال پر فائز رہے ہیں (خاندان حضرت شیخ علاوٗ الدین گنج نبات مراد ہے) اور اس قسم کے بہت سے خوارق عادات ان سے ظہور میں آئے ہیں بلکہ پیران چشت اہل بہشت کے بعض پاسبانوں اور دربانوں سے اس طرح کے خوارق صادر ہوئے

http://Ashrafi.org

ہیں۔ میں اپنے مرشد گرامی کے بارے میں کیا کہوں؟ کہ ان کی ذات سامی قدوۃ اصحابِ تصوف اور مقدمۂ ارباب تعرّف ہے۔ حضرت خواجہ محمد ابن احمد چشتی قدس سرہٗ سلطان محمود سبکتگین (جو آل سامان سے ہیں۔ اور اس فقیر کا بھی نسب اس خاندان سے ملتا ہے) کے ہمراہ سومنات کے جہاد میں موجود تھے۔ ہوا یوں کہ حضرت خواجہ محمد بن احمد چشتی کو مراقبہ میں بتایا گیا کہ سلطان محمود سبکتگین کی مدد کے لیے جانا چاہیئے۔ چنانچہ ۷۰ سال کی عمر میں وہ اپنے چند احباب واصحاب اور چند خدام کے ساتھ بنفسِ نفیس بدانجام مشرکوں کے مقابلہ کے لیے وہاں پہنچے اور ان سے جنگ شروع کر دی۔ جنگ کے انہی دنوں میں ایک دن اسلامی لشکر پر کافروں کا دباؤ بڑھ گیا اور مسلمانوں کے لشکر نے وہاں سے ہٹ کر ایک جنگل میں پناہ لے لی۔ یہ خیال تھا کہ عنقریب اسلامی لشکر کو شکست ہو جائے گی۔ حضرت خواجہ کا چشت میں ایک مرید چکی پیسنے والا محمد کاکو تھا آپ نے آواز دی کہ کاکو خبر لو۔ اُسی وقت لوگوں نے دیکھا کہ بڑھ بڑھ کہ کاکو نے دشمن پر وار کرنا شروع کر دیے یہاں تک کے لشکر اسلامی ظفریاب ہوا اور کافر شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حالانکہ محمد کاکو کو اس تاریخ اور وقت میں چشت میں دیکھا گیا تو انہوں نے اپنی چکی کا کھونٹا اکھیڑ کر دیوار پر مارنا شروع کر دیا۔ جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے وہی بات بتائی اور وہ سارا قصّہ بیان کیا (کہ اس طرح انہوں نے اپنے شیخ کی آواز سنی اور اسلامی لشکر کو انہوں نے مدد پہنچائی)

شعر

چو مردانِ دین حکم داور کنند   جو مردانِ دین حکوم داور کریں
زمغرب شدہ کار خاورکنند   جو ہوں غرب میں شرق کر سر کریں

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کے بعض اکابر صوفیہ فرماتے ہیں کے ابدال چالیس افراد ہوتے ہیں جو سنت نبوی اور احکام مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے کاربند ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا۔ میری امت میں چالیس ابدال ہیں ان میں سے بارہ ابدال عرق میں اور اٹھائیس شام میں ہیں۔ اس موقع پر حضرت دریتیم نے عرض کیا اگر ابدال صرف انہی دوملکوں میں پائے جاتے ہیں تو پھر دائرہ ابدال کا یہ قول کہ ہر ماہ کی ہر تاریخ میں حضرت ابدال جہات ہشتگانہ میں موجود ہوتے ہیں کس طرح صحیح ہوسکتا ہے اور دوسرے اقصاء میں کس طرح پہنچتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو دو حصّوں میں فرض کیا ہے نصف شرقی اور نصف غربی عراق سے آپ کی مراد نصف شرقی کے ممالک ہیں اور شام سے نصف غربی کے ممالک مراد ہیں۔ پس عراق وغیرہ مثلاً خراسان، ہندوستان، ترکستان اور تمام دوسرے ممالکِ شرقیہ یہ سب عراق میں شامل ہیں اور شام وغیرہ مثلاً مصر اور مغرب کے تمام ممالک شام میں داخل ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین یحیٰ جامی نیشاپوری ان بارہ ابدال میں شامل ہیں جو عراق سے تعلق

http://Ashrafi.org

رکھتے ہیں اور یہ تقسیم اس تقسیم کے مطابق ہے جو شہنشاہ فریدوں کے دور میں دو حصّوں میں کی گئی تھی تا کہ فریدوں کے شہزادے ان مملکتوں پر حسبِ تقسیم حکمرانی کریں جیسا کہ لفظ ایران اور توران سے ظاہر ہے۔ یہ تقسیم فریدوں کے بیٹوں کے لیے مملکت کے دانشمندوں نے کی تھی۔

بہت سے صوفیائے زمانہ اورا کابر روزگار کہتے ہیں کہ "رجال الغیب، سات حضرات ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو جس طرح سات مملکتوں (ہفت اقلیم) پر تقسیم فرمایا ہے اسی طرح ان سات مملکتوں کے لیے سات رجال الغیب بھی اس نے منتخب فرمائے ہیں اور انہی منتخب حضرات کا نام "ابدال" ہے۔ ان سات حضرات میں سے ہر اقلیم کے وجود کا بندوبست اور دیکھ بھال ایک ذمہ ہے۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابدال تیس ہیں، یہ سب قلب ابراہیمؑ پر ہیں۔ ان میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو حق تعالےٰ اس کا بدل پیدا فرمادیتا ہے اور دوسرے کو اس کی جگہ پر فائز فرماتا ہے لیکن جب قرب قیامت ہوگا تو وہ سب کے سب وفات پاجائیں گے۔ ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں مزکورہ حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے ان چالیس میں تیس ایسے افراد ہیں جو قلب ابراہیم علیہ السَّلام پر ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ کشف المحجوب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابدال سات ہیں۔ چنانچہ صاحبِ کشفِ المحجوب فرماتے ہیں کہ تین سو وہ حضرات ہیں جو اخیار کہلاتے ہیں۔ چالیس حضرات ابرار ہیں اور ہفت ابدال ہیں۔ چار افراد اوتاد کہلاتے ہیں تین حضرات نقباء میں اور ایک شخص ہے کہ اس کو قطب بھی کہتے ہیں اور غوث بھی (کشف المحجوب)

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جو موجودات خارج میں پائے جاتے ہیں۔ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق، ابدال ان میں سے کسی کو آواز نہیں پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ "جوں" کو بھی نہیں مارتے چنانچہ حضرت "امیر چہ "سفال فروش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی دوکان سے بچھو پکڑ کر جنگل میں لے جا کر چھوڑ دیتے تھے۔

شعر

میازار موری کہ دانہ کش است ستامت کسی مور کو اے جوان

کہ جان دارد و جان شیرین خوش است کہ جاندار ہے اور شیریں ہے جان

خواجہ عبداللہ ہروی فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم کسی جانور کو بھی آزار نہیں پہنچاتے تھے کہ یہ ابدال کا مسلک ہے اور وہ ابدال تھے۔ ان کا ایک وقت اچھا ہوا تو اپنے فرشتہ کو دیکھا اس سے کہا کہ میں کون سا طریقہ اختیار کروں جس کے باعث تم کو بشکل آدمی دیکھا کروں اس نے کہا کہ کسی جانور کو مت ستایا کرو۔ اس طرح وہ اس پر عمل کرتے اور ہمیشہ فرشتہ سے ان کی ملاقات ہو جایا کرتی۔ ایک بار ایک چونٹے نے انہیں کاٹ لیا کوئی چیز اس کے ماری اور وہ مرگیا اس کے بعد پھر کبھی اس فرشتہ سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ بعض اکابر سے ایسے اسرار ظاہر ہوئے ہیں کہ عقل ان کے اوراک سے عاجز ہے اس طرح کی باتیں ابدال واہلِ کمال سے ہی ظاہر ہوتی ہیں۔

شیخ قضیب البان موصلی سے موصل کا قاضی عقیدت نہیں رکھتا تھا۔ایک دن قاضی موصل نے ان کو ایک گلی میں سے سامنے آتے دیکھا۔اس نے دل میں خیال کیا کہ آج ان کو پکڑ لینا چاہئیے۔اور معاملہ حاکم کے سامنے پیش کرنا چاہیئے تاکہ وہ ان کو واقعی سزا دے اب جو سامنے دیکھتا ہے تو ایک کُرد کھڑا ہوا دکھائی دیا۔(قضیب البان موصلی غائب تھے(جب وہ اور قریب آیا تو ایک اعرابی کو سامنے پایا جب وہ اور قریب آیا تو دیکھا کہ ایک فقیہ سامنے کھڑا ہے جب وہ بالکل قریب پہنچ گیا تو انہوں نے کہا کہ اے قاضی تم کون سے قضیب البان کو پکڑ کا حاکم کے پاس سزا دلوانے کے لیے لے جاؤ گے۔اسی وقت قضی نے اپنے سوء ظن سے توبہ کی اور ان کا مرید ہو گیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا شہر روم میں جس کے بارے میں مشہور ہے کہ روم میں کوئی معصوم نہیں گیا۔ایک بار ایک طویل مدت تک قیام پذیر رہے اور ہمراہیوں کے لئے خانقاہ بنوائی اور ایک خلوت خانہ اس کے پہلو میں تیار کرایا کہ وہاں خود آرام فرماتے تھے۔ایک دن سلطان ولد جو حضرت مولانا رومی کے صاحبزادے تھے اور حضرت مولانا روم کے سجادہ پر رونق افروز تھے،انہوں نے حضرت قدوۃ الکبرا سے دعوت قبول کرنے کی استدعا کی۔حضرت قدوۃ الکبرا کے علاوہ بعض دوسرے مشائخ کو بھی مدعو کیا تھا۔روم کے شیخ الاسلام کے دل میں حضرت قدوۃ الکبرا کی جانب سے کچھ میل تھا حالانکہ وہ بہت بڑے دانشمند اور پایہ کے عالم تھے۔

شعر

دلی کان بود فارغ ازدردو غم   وہ دل جس میں بالکل نہیں دردوغم
درو جائ کینہ بود بی الم   نہ ہے جائے کینہ نہ جائے الم

انہوں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ جب سید سمنانی اس مجلس میں آئیں تو ایک مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔وقتِ مقررہ پر جب حضرت اس محفل کی جانب روانہ ہوئے اور اس مکان تک پہنچے تو شیخ الاسلام نے دیکھا کہ حضرت کے جسم مقدس سے ان ہی جیسی ایک صورت باہر نکل کر آئی اور اس سے پھر ایک صورت بنی اور اس طرح ویسی ہی تقریباً سو(۱۰۰) صورت بارتیں شیخ الاسلام کی نگاہوں کے سامنے متمثل ہو گئیں۔اسوقت حضرت قدوۃ الکبرا نے بدیہتہً یہ اشعار ارشاد فرمائے۔

نظم

ہر دلی کائینہ صورت گراست   ہر وہ دل خالق کا جو ہے آئینہ
صد ہزاران صورت ازوی بردرست   لاکھوں شکلوں کی ہے اس دل سے بنا

http://Ashrafi.org

صورتی عالم چہ باشد کاندرو شکل دنیا کیا ہے اس دل کے لیے
عرش وفرش و ہرچہ دردی مضمراست عرش سے تا فرش ہے اس میں چھپا

مخدوم زادہ سلطان ولد نے جیسے ہی آپ کو دیکھا دروازہ تک استقبال کو آئے اور بڑے تپاک واعزاز کے ساتھ آپ کو سب سے بلند تر جگہ پر بٹھایا۔

شعر

کسی رابر ترین باشد مکانی مکاں ہوتا ہے اس کا سب سے برتر
کہ ہر دُرّ وجواہر راست کانی کہ جو ہے معدن ہر دُرو گوہر

آپ نے شیخ الاسلام کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ان بہت سی صورتوں میں سے تم کس صورت سے اپنا مسئلہ دریافت کروگے؟ شیخ الاسلام نے جیسے ہی یہ بات سنی ہیبت سے لرز گیا۔

شعر

چنان ہیبت افتاد درجان او پڑی اس طرح ان کی ہیبت میں جان
کہ گویا دریدند ہیجان او کہ گویا ہوئی چاک مثل کتان

بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ سلطان ولد کو اپنا سفارشی بنایا اور آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ خدا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ چونکہ تم نے مخدوم زادہ کو بیچ میں ڈالا ہے اپنا سفارشی بنایا ہے اس لئے معاف کرتا ہوں ورنہ تمہیں معلوم ہو جاتا۔ یاد رکھو ان صوفیہ میں سے کسی کی طرف انکار کی نظر سے نہ دیکھنا۔

مثنوی

مبیں درسوئ شان ازچشمِ انکار نہ دیکھو ان کو تم باچشم انکار
کہ محرومی بسی میدارد این کار کہ محرومی کا مستوجب ہے یہ کار
مگو شان را کہ تنہا می نشیند کہو مت یہ کہ وہ تنہا ہیں بیٹھے
کہ تنہا می شود زایشان پدیدار کہ ان سے ہیں بہت سے تن پدیدار
ظہورِ ذات حق را در مظاہر مظاہر میں ظہور ذات حق کو
ہمیں تمثیل می باید کہ انکار اسی تمثیل کا لائق ہے اقرار
چو ذاتِ اوندارو جزو تبعیض نہیں جب ذات میں اس کے کوئی جزء
صدور کثرت ازوحدت چنین دار تو یوں وحدت سے کثرت کا ہے اظہار
اگر باید ترا تمثیلِ دیگر اگر تم دوسری تمثیل چاہو
نشان آئینہ ہابر روئ دیوار تو آئینوں کو کر بالائے دیوار

۸

ہمہ آئینہ ہائی مختلف رنگ — ہر ایک آئینہ کا ہو مختلف رنگ
مربع از مسدس نوع بسیار — مربع مستطیل و دائرہ وار
جواہر مختلف آئینہ ہا را — ہر ایک آئینہ کے جوہر جدا ہیں
کہ ہر یک عکس دیگر کرد اظہار — کہ ہے سب سے نئی صورت کا اظہار
برآید چون زدائ زنگ ازوی — اسے تم زنگ سے گرصاف کردہ
بہر آئینہ دیدن صورتِ یار — ہر آئینہ میں دیکھو صورتِ یار
چونسبت این کنصب العین گرود — جو نصب العین ہو جائے یہ نسبت
شہودش گفتہ اند اصحاب اسرار — شہود اسکو ہیں کہتے اہل اسرار
جمالِ خویش رابین، ہمچو اشرف — تم اپنا حسن دیکھو مثل اشرف
ولی ای دل مگوکین ہست تکرار — مگر اے دل نہ کہنا' یہ ہے تکرار

حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ ابدال داوتاد واخیار کے سلسلہ میں جوروا تیں ہیں ان میں ان حضرات کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔حضرت قدوۃ الکبرا کواللہ تعالےٰ نے اس عہدہ کے شرف سے مشرف فرمایا ہے اس لیے اس سلسلہ میں جو حقیقت ہے اس کو ازراہِ کرم بیان فرمادیں۔یہ سُن کر حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس فقیر پر اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے جو کچھ ظاہر فرمایا ہے وہ وہی ہے جو فرزند نظام الدین نے تحقیق کر کے بیان کیا ہے۔شیخ اصیل الدین سپید باز نے عرض کیا کہ رجال الغیب پر کس طرح توجہ کرنا چاہیے۔اوران مردان غیب کو کس طرح شفیع بنانا چاہئیے۔یہ مہینوں کی مشہور تاریخوں اور دنوں میں کہاں کہاں ہوتے ہیں ان حضرات کے ٹھکانے کس طرح معلوم کیے جاسکتے ہے(کہ یہ حضرات کہاں کہاں موجود ہیں)حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ان حضرات کے ٹھہرنے اور رہنے کی جگہ کا معلوم کرنا اوران حضرات کی طرف توجہ کرنا ایک ضروری اور خاص بات ہے(صوفیہ کے لیے اس کا جاننا بہت اہم اور ضروری ہے)جیسا کہ فتوحاتِ مکیہ میں ہے جماعت عالیہ صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ابدال کے جائے قیام کی جانب لازمی طور پرضرور خیال کیا ہے اور جس نیت سے کہ ان کو وسیلہ کوئی لائے اور دل میں ان کی موجودگی کا خیال کرے وہ کام ضروری برآدے اور جو کام پیش آوے ابدال سے مدد اعانت طلب کرے اور ہر موقع پر ان کو دل سے روبرو تصور کر کے پیٹھ پیچھے رکھے اور اپنا پشت پناہ جانے۔خصوصًا سفر میں یاکسی شورش میں ان کے مقابلہ پر نہ آئے اور جنگ وقتال میں ان کے روبرو ہونے سے پرہیز کرے۔

اثنائے گفتگو میں حضرت قدوۃ الکبرا نے اشارہ فرمایا کہ سلطنت وحکومت کے دنوں میں ترکمانوں [۱] اور مغلوں

---

[۱] ترکمانوں کے دومشہور قبیلے تھے۔(۱) آق قونیلواور(۲) قراقونیلو۔جہاں سے(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

http://Ashrafi.org

کارسردار وسپہ سلار بروبیگ تھا، دیدہ دلیری سے عہد شکنی پر آمدہ ہوا اور سردار لشکر مقام صفا اور محل اتفاق سے ہٹ کر نفاق کی طرف متوجہ ہوا اور شرکشی و بغاوت کے مرکب کو اچھی طرح کھینچ کر تیار کیا اور سرکشی کے مرکب پر لباس رسوائی کو دست عناد میں پہنا سر کو غلامی کی رسی سے نکال دیا اور فرمانبرداری کے طوق سے گردن پھیر لی اور پاؤں کو قانون اطاعت اور سرحد نیازمندی سے باہر رکھا، دائرہ اطاعت کہ مثل پرکار کے نقطہ کی طرح گھومتا تھا اس کو لات ماردی اور ظلم و جور کے ہاتھ کو سمنان کے بعض اطراف اور کچھ پر تفریح دیہات کے لوٹ سے دراز کیا۔

اشعار

ہوا جنگ آزما لشکر خزاں کا کیا تاراج سبزہ بوستاں کا
عجب کیا ہے کہ لیکر نیزۂ خار کرے گلہائے بستان کو تن افگار
سپاہ باغ یعنے سرو گلفام بھڑا شیروں سے جا کرتا کہ ہو نام

ایک جرار لشکر اور غدار فوج کے ساتھ اس سرحد کی جانب رخ کیا اسکی فوجوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ زمین میں ان کی گنجائش باقی نہیں رہی تھی اس خبر کے سننے سے ماوراء النہر کے بادشاہ کو یارائے ضبط نہ رہا اور وہ بھی اسلام کی نصرت کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور ایک لشکر جرار کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے، جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے اور ایکدوسرے سے مقابلہ میں مشغول ہوئے تو حضرت سلطنت پناہ نے دائرہ رجال الغیب دیکھنے کے بعد عرض کیا کہ آج کارزار میں مصروف نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ رجال الغیب سامنے ہیں ہم رجال الغیب سے مقابلہ نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ کل میدان کارزار گرم ہوگا اور ایسی جنگ ہوگی کہ سپہ کشان روزگار اس جنگ پر رشک کریں گے جب دوسرا دن ہوا اور طبل جنگ بجوایا گیا بادشاہ عالیجاہ خورشید زمان، جمشید مکان، سکندر صفت، حیدر قدرت بھی اعدائے دین سے مقابلہ کرنے کے لیے کمربستہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) لڑائی کا تذکرہ شروع کیا گیا ہے وہاں سے اس (ا) عبارت تک تقریباً چار صفحات ہوئے ہیں۔ ان چار صفحات میں نظام حاجی غریب یمنی (جامع ملفوظات نے اپنی نثر نگاری کا کمال دکھایا ہے۔ مبالغہ اور غلو، استعارات، تشبیہات اور مترادفات کی بہتات ہے۔ اور حاصل صرف یہ سطور ہیں جو میں نے پیش کردی ہیں۔ اس عبارت کا اگر میں لفظی ترجمہ کرتا تو وہ قارئین کرام کے لئے بے سود اور بے حاصل ہوتا۔ مترجم شمسی بریلوی۔ ۱۲

http://Ashrafi.org

ہوئے اور اعدائے دین کی ہزیمت کے لیے بڑے جوش وخروش کے ساتھ میدان کارزار میں آئے۔ تین روز تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ حامیان اسلام یعنی سپاہیاں اسلام کے دل میں ایک عجیب طرف کا خوف بیٹھ گیا تھا آخر کار (بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۳ ربیع الاول) شاہی لشکر تر کہانوں کی چھاونی تک پہنچ گیا۔ بہادروں نے دادشجاعت دینا شروع کی۔ دونوں طرف سے فوجیں جی توڑ کر لڑیں۔ دوپہر تک خونریز جنگ جاری رہی دوپہر کے بعد گمراہوں کا لشکر تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور میدان سے فرار کر کے جنگل میں نکل گیا۔ اور نہایت عجلت اور سرعت کے ساتھ میدان جنگ خالی کر دیا۔

مخالف لشکر کے بہت سے سردار اسیر کر لیے گئے اور تقریباً پچاس (۵۰) ہزار قزلباش لشکر مغول کے قتل ہو کر واصلِ جہنم ہوئے۔ لشکر اسلام کو مالِ غنیمت میں بہت کچھ حاصل ہوا۔ تقریباً بیس (۲۰) ہزار غلام اور آٹھ سفید ہاتھی، بیشمار جانور اور اسلحہ جنگ ہاتھ آیا۔ (ا صفحہ ۴۵)

نظام غریب یمنی عرض کرتا ہے کہ قدوۃ الکبرا نے یہ واقعہ جنگ وجدال اور معرکہ آہنگ وقتال کے بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ فتح ونصرت جو مجھ کو حاصل ہوئی سب کچھ رجال الغیب کی برکت سے حاصل ہوئی۔ چونکہ اس قسم کی فتح ونصرت ان کی اعانت کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے اس لئے زمانہ کے سلاطین اور سرداروں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ بغیر ان کے سامنا کئے جنگ کریں۔

جب میں تختِ سلطنت سے دستبردار ہوا اور امور سلطنت کی انجام دہی اور یہ تمام امور واحکام جہانداری اور نظام شہریاری اپنے برادر عزیز مؤید سلطان محمد کے سپرد کر دیا ان کو جو پہلی نصیحت میں نے کی وہ یہی تھی کہ دائرہ رجال الغیب کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ان مردان غیب کو ملازمت تمام دنیوی اور دینی مہمات میں فائدہ بخش ہوگی۔

رجال الغیب کی رفتار کا بیان

اس موقع پر حضرت نورالعین نے قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ رجال الغیب کے التزام کا کیا طریقہ ہے؟ ان سے کس طرح ملا جائے اور کس طرح پر ان کی مدد حاصل کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ صبح کے وظائف سے فراغت کے بعد ان کے "دائرہ" پر غور کرنا چاہیئے۔ وہ اس دائرہ میں جس طرف بھی ہوں اُدھر متوجہ ہو کر کہنا چاہیئے (دل کو اس طرف متوجہ کر کے کہیں) کہ یَا اَرْوَاحَ الْمُقَدَّسَةِ یَا رِجَالَ الْغَیْبِ اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ وَانْظُرُوْنِیْ بِنَظْرَةٍ۔ (اے ارواح پاک، اے مردان غیب میری مدد کر اپنی قوت سے اور مجھے دیکھو نظرِ کرم سے) اور پوری توجہ کے ساتھ ان کی طرف متوجہ رہے آخر میں انکی طرف پیٹھ کرے اور انکو

http://Ashrafi.org

اس وقت اپنا پشت پناہ سمجھے اور فکر و ذہن میں اس بات کو رکھے کہ میں نے کسی پر اعتماد کیا ہے اور اس بھروسہ پر اپنے کو کچھ بیچا کر دے اور اس طرح پابندی کرے جس نیت سے کرے گا وہ برآئے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کی محفلوں اور سلوک کی مجلسوں اور قاضیوں، مدرسوں، دعوتِ اسماءِ اعظیم کے موقعوں وغیرہ پر ہر جگہ اس معائنہ دائرہ کا خیال رکھے۔ **دائرہ رجال الغیب** یہ ہے جو اصل میں گول تھا کاتب نے آٹھ رخ سے اسکو درج کیا تاکہ سمجھنے اور نمونہ بنانے کے زیادہ قریب ہوجائے۔

۷۸۶

بائب ۵، ۱۳، ۲۰	مغرب ۴، ۱۲، ۱۹، ۲۷	نیرت ۲، ۱۰، ۱۷، ۲۵
شمال ۸، ۱۵، ۲۳، ۳۰	یہ رجال الغیب کے آٹھ خانے ہیں	جنوب ۳، ۱۱، ۱۸، ۲۶
ایان ۶، ۲۱، ۲۸	مشرق ۷، ۱۴، ۲۲، ۲۹	کیرت (اگنی) ۱، ۹، ۱۶، ۲۴

اگنی دان	بشرقستان	جانب ایسان	شمال اندر	دکن بائب دان
(اط یو کد)	(زید کب کط)	(و کا کح)	(ح یھ کج ل)	(ہ یج ك)
۲۴ ۱۶ ۹۱	۲۹ ۲۲ ۱۴	۲۸ ۲۱ ۶	۳۰ ۲۳ ۱۵ ۸	۲۰ ۱۳ ۵

موی مغرب	نیرت دان	جنوبی بین
(دیب یط کز)	(ب ی یذ کھ)	(ج یا یح کو)
۲۷ ۱۹ ۱۲ ۴	۲۵ ۱۷ ۱۰ ۲	۲۶ ۱۸ ۱۱ ۳

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ یاد کر لینے کے لئے میں نے مختصر سا قاعدہ نظام کیا ہے تاکہ طبع اصحاب وفہم احباب کو پسندیدہ ومرغوب ہو اور یاد کر لینے میں آسانی ہو اور وہ یہ ہے۔

اگر خواہی کہ بدلا رابدانی ازرہِ فطیان　　　اگر ہو چاہتے جانو مقام ابدال کا ہرآن
حساب ابجداز حرفش شماری کن یقین میدان　　　حساب الجد کا اُسکے حرف کرازرہِ ایقان
ا۔ ط۔ یو۔ کد۔ ہے۔ کیرت میں　　　ذ۔ ید۔ کب۔ کط۔ ہے شرقستان
۱۔ ۹۔ ۱۶۔ ۲۴　　　۷۔ ۱۴۔ ۲۲۔ ۲۹
و۔ کا۔ کح۔ کو ایساں میں　　　ح۔ یـــــہ۔ کج۔ ل شمالستان
۶۔ ۲۱۔ ۲۸　　　۸۔ ۱۵۔ ۲۳۔ ۳۰
ہ۔ تج۔ ك جانب بائب　　　د۔ یب۔ یط۔ کذ ہے غربستان
۵۔ ۱۳۔ ۲۰　　　۴۔ ۱۲۔ ۱۹۔ ۲۷
ب۔ ی۔ یذ۔ کہ تو ہے نیرت　　　ج۔ یا۔ تح۔ کو۔ جنوبستان
۲۔ ۱۰۔ ۱۷۔ ۲۵　　　۳۔ ۱۱۔ ۱۸۔ ۲۶
زاشرف مرجع ایشان شنو ازضابطہ آسان　　　مقام انکا سنو اشرف سے اسکا قاعدہ آساں
اگر درکار بربندی برآید کامت از یزدان　　　تمہارا جوارادہ ہوگا برلائے گائے گاوہ یزداں

اخیار　　　یہ تین سو ہیں، صاحب کشف المحجوب کا قول ہے کہ اخیار سو ہیں۔

شعر

شدہ آن بادشاہ غوث را یاد　　　ہوئے ہیں بادشاہ غوث کے یار
سپاہی جاودانہ سیصد اخیار　　　ہمیشہ تین سو اشخاص اخیار

بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حضرات سات سو ہیں اور اٹھارہ افراد کا ایک گروہ ان اخیار میں سے درگاہ باری تعالےٰ کے نوّاب ہیں اور بارگاہ ایزوی کے دربان ہیں۔

ابرار　　　وہ سات شخص ہیں بعض نے کہا ہے کہ چھ ہیں۔

نقبا　　　وہ ایسے لوگ ہیں کہ ٹھیک ہوئے اسم باطن میں۔ پس مطلع ہوئے لوگوں کے پوشیدہ امور پر تو دلوں کے بھیدوں کو نکال لیا بسبب کھل جانے پردوں کے اسرار کے چہروں سے اور وہ تین سو ہیں اور یہ صاحبِ فصوص اوران کے مقلدوں کا قول ہے۔ صاحب کشف المحجوب (علی ہجویری) فرماتے ہیں کہ نقباء صرف تین حضرات ہیں۔ اس موقع پر حضرت نور العین نے قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ جہاں کہیں بھی نقباء، نجباء، اور ابدال کی تعداد کا ذکر ہوا ہے وہاں لفظ نفس کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے مرد کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے! نفساً کہا ہے رجلاً نہیں کہا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی صالحہ عورت بھی اس مرتبہ پر فائز ہو! پس رجلاً کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

http://Ashrafi.org

نجبا حضرات نجبا کی تعداد چالیس ہے یہ لوگوں کے امور کی اصلاح اوران کے بار کے اٹھانے کے لئے قائم ہیں صرف خلق کے حقوق میں تصرف کرنیوالے ہیں۔

مکتومان یہ چار ہزار اشخاص ہیں جو قبۂ عزت ونقاب عفت میں پوشیدہ و مستور ہیں اور ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے خود اپنے حال کے جمال سے بے خبر ہیں، ہر حالت میں خود اپنی ذات کے امور سے اور خلق سے مستور و پنہاں رہتے ہیں۔ بعض مشائخ کرام نے حدیث قدسی اَوْلِیَا ئِیْ تَحْتَ قُبَا ئِی لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ (اولیا میری قبا کے نیچے ہیں اور ان کو کوئی نہیں پہچانتا) کا اطلاق ان حضرات پر کیا ہے اور ان مکتومان کو حضرات درگاہ حق تعالیٰ کے سپاہی اور بارگاہ مطلق کے عہدہ داراں سے' جو مہمات عالم میں ارباب حل وعقد ہیں' باہر جانتے ہیں۔

مفردان یہ ان لوگوں سے مراد ہیں جو نظر قطب سے علیٰحدہ ہیں حضرت شیخ معروف دیموی نے عرض کیا کہ قطب وغوث کے احاطہ عالم واطلاع سے کوئی شخص باہر نہیں ہے۔ حضور کے ارشاد میں کہ وہ نظر قطب سے خارج ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ خارج سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی فرد قطب کے ادراک یا غوث کی اطلاع سے خارج ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ابدال اوتاد، اخیار اور دوسرے حضرات جو درگاہِ الٰہی کے سرہنگ ہیں اور حضرتِ سبحانی کے تائبین ہیں امور عالم ایک دوسرے سے مشورہ کرنے کے بعد انجام دیتے ہیں اور غوث کے مشورہ کے محتاج ہیں برخلاف مفردوں کے کہ وہ ان احکام سے خارج ہیں اور دائرہ ہدایت میں داخل ہیں مثل مکتوم حضرات کے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت غوث الثقلین، حضرت ابن القاعد کو یکتائے بارگاہ فرمایا کرتے تھے اور ان کے بارے میں ارشاد فرماتے تھے کہ محمد ابن القاعد مفردین سے ہیں۔ صاحب فتوحاتِ مکیہ فرماتے ہیں کہ مفردون ایک ایسی جماعت ہے جو قطب کے دائرے سے باہر ہے اور خضر علیہ السلام انہیں سے ہیں۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت انہیں سے تھے۔ اس سلسلہ میں باقی تحقیق اور اس بزرگ جماعت کا بیان میں نے شرح رسالہ غوثیہ میں کیا ہے جو حضرت قدوۃ الکبرا کی تصنیف ہے جو اس سلسلہ میں تحقیق کا طالب ہے وہ اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب بارگاہ الٰہی کا کوئی نائب فوت ہو جاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے قبل اس ترتیب کو بیان کیا جا چکا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں مجھ پر منکشف فرمایا وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ بعض مشائخ نے درجہ بدرجہ ان کی منتقلی کے بارے میں ایک دوسری ترتیب بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ شرح تعرّف میں بیان گیا گیا ہے کہ کوئی امت چار سو ابدال سے خالی نہیں ہے (ہر امت میں چار سو ابدال ہوتے ہیں) ان حضرات میں چالیس اوتاد ہوتے ہیں ان چالیس اوتاد میں چار نقیب ہوتے ہیں اور چار نقیبوں میں ایک قطب ہوتا ہے۔ کافروں کی سلامتی مسلمانوں کی برکت کی وجہ سے ہے اور تمام مسلمانوں کی سلامتی ابدال کی وجہ سے ہے اور ابدال کی سلامتی

اوتاد کی وجہ سے ہے اوتاد کی سلامتی نقباء کی برکت سے وابسہ ہے اور نقبا کی سلامتی قطب کی برکت سے ہے جب قطب وقت انتقال فرماتا ہے (چوں قطب بہ میرد) تو نقیبوں میں سے ایک نقیب ان کی جگہ کو پُر کرتا ہے اور جب نقبا میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو اوتاد میں سے ایک اس کی جگہ کو پر کرتا ہے اور جب اوتاد میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو ابدال میں سے ایک اس کی جگہ آجاتا ہے اور جب کوئی ابدال اپنی جگہ خالی کرتا ہے تو نیک بندوں اور مومنوں میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر فائز کیا جاتا ہے۔

بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ مردان غیب ۳۵٦ حضرات ہیں یہ ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں جب ان میں سے ایک رخصت ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے اس طرح تین سو چھپن (۳۵٦) کی یہ تعداد کبھی کم نہیں ہوتی یہ تین سو چھپن حضرات چھ طبقوں پر تقسیم ہیں پہلا طبقہ تین سو حضرات پر مشتمل ہے یہ اولیا کا طبقہ ہے ان کو مردان غیب بھی کہا جاتا ہے۔ دوسرا طبقہ چالیس نفوس پر مشتم ہے ان کو ابدال و مردان غیب کہتے ہیں۔ تیسرا طبقہ سات افراد پر مشتمل ہے ان کو اوتاد کہا جاتا ہے مردانِ غیب بھی کہا جاتا ہے۔ چوتھا طبقہ پانچ نفوس پر مشتمل ہے ان پانچ حضرات کو اخیار کہتے ہیں مردان غیب بھی کہا جاتا ہے پانچواں طبقہ تین افراد پر مشتمل ہے یہ تینوں حضرات نقباء کہلاتے ہیں ان کو مردانِ غیب بھی کہا جاتا ہے طبقہ ششم میں صرف ایک ذات داخل ہے جس کو غوث یا قطب کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ عالم کو وجود عالمِ کثرت غوث یا قطب کے دم قدم سے قائم ہے جب وہ اس عالم سے رخصت ہوتا ہے تو دوسرا شخص اس کی جگہ لے لیتا ہے: کوئی مخلوق یا پہاڑ اور صحراء ان کے لیے حجاب نہیں بن سکتا اگر وہ مغروب میں رہتے ہیں تو اہل شرق کو دیکھ لیتے ہیں اور اگر شرق میں رہتے ہیں تو اہل مغرب کا معائنہ کرتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں لیکن لوگ ان کے پہچاننے سے قاصر ہیں وہ اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ ان کا پہچاننا ناممکن ہے یعنی وہ زہد و پارسائی اور شیوخت سے خود کو منسوب نہیں کرتے ہیں بس بظاہر دوسرے لوگوں کی طرح رہتے ہیں لیکن اپنے باطن کو ماسوی اللہ سے بالکل خالی رکھتے ہیں۔ دوسروں پر اپنی فضیلت کا اظہار کبھی نہیں کرتے ہیں اس وجہ سے ان کو مردان غیب کہا جاتا ہے۔

قطعہ

ازان درپردہ می باشند مستور — وہ ہیں اس واسطے پردہ مستور
کہ درچشم کسان نبوند منظور — کہ چشمِ غیر میں وہ ہوں نہ منظور
مرایشان رانباشد ہیچ آثار — نہیں ان کے لئے ہے کوئی آثار
کہ ازوی می تو ان کردن پدیدار — کہ جس سے ہوسکیں سب پہ پدیدار

صوفی کون ہے

حضرت نورالعین نے حضرت قدوۃ الکبرا سے درخواست کی کہ تصوف کے نام کا اطاق اس کی کیفیت اور صوفی نام کا کس طرح آغاز ہوا اور اس کی تعریف کے سلسلہ میں کچھ ارشاد فرمائیں حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ رسالہ قیشر یہ میں اس طرح ہے۔

"اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے تم کو معلوم ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو حضرات

http://Ashrafi.org

بزرگ شمار ہوتے ہیں۔ان کو کوئی نام نہیں رکھا گیا یعنی وہ کس علمی نام سے موسوم نہیں کیے گئے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں تھی اس لیے ان اصحاب کو صحابہ کہا گیا(صحابہ کے افضل نام سے موسوم کیے گئے) اوران کے بعد کے زمانہ والوں کا جنہوں نے صحابہٗ کرام سے فیض صحبت حاصل کیا تھا تابعین نام رکھا گیا کہ ان کے لیے یہی سب سے بڑی اور بزرگ علامت تھی۔اوران کے بعد جوحضرات گزرے ان کو تبع تابعین سے موسم کیا گیا اس کے بعد اپنے مراتب کے اعتبار سے مختلف طبقات میں بٹ گئے ۔ تبع تابعین کے بعد جو لوگ خواص میں شمار کیے جاتے تھے اور امور دینی میں کافی اہتمام کرتے تھے ان کو زاہدوں اور عابدوں کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ان حضرات کے بعد بہت سی نئی نئی باتیں ظہور میں آئیں اور بہت سے مدعی پیدا ہو گئے اور گردہوں میں بٹ گئے اور ہر فریق یہ دعویٰ کرنے لگا کہ وہ زہاّد میں ہے ۔پس اہل سنت و جماعت سے جو حضرات خواص تھے وہ ان سے الگ تھلگ ہو گئے وہ اپنے اوقات اللہ کہ یاد میں صرف کرتے تھے اپنے دلوں کی نگرانی کرتے تا کہ غفلت کی راہوں پر قدم نہ پڑیں انہوں نے لفظ تصوف کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔اور یہ نام دوسری صدی ہجری سے قبل ہی مشہور ہو گیا۔(اور یہ خواص اہل سنت و جماعت صوفی کہلانے لگے۔‘‘

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس گروہ میں سب سے پہلے صوفی کے لقب سے جس بزرگ کو موسوم ملقب کیا گیا وہ ابوالہاشم صوفی ہیں۔آپ سے پہلے جو بزرگ گزرے ہیں وہ اپنے زہد وورع سے موصوف تھے اور توکل وعبادت اور طریق محبت میں مشہور ومعروف تھے۔ان میں سے کسی کو بھی صوفی نہیں کہا گیا ان حضرات کو زاہد، عابد، متوکل کہا جاتا ہے) چنانچہ حضرات سفیان ثوری قدس سرہٗ سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر ابوالہاشم صوفی نہ ہوتے تو ہم ریا کی باریکیوں کو نہ سمجھ پاتے ، وہ یہ بھی فرمایا کرتے کہ جب تک ہم نے ابوا لہاشم صوفی کو نہیں دیکھا تھا ہم کو معلوم نہیں تھا کہ صوفی کون ہوتا ہے۔اس طرح پہلی خانقاہ جو صوفیوں کے لیے بنائی گئی وہ شام کی ایک پہاڑی پر بنائی گئی تھی۔خانقاہ کی تعمیر کا سبب یہ ہوا کہ ایک عیسائی امیر شکار کے لیے گیا ہوا تھا۔راستہ میں اس نے دوافراد کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے سے ملے۔ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے پھراسی جگہ بیٹھ گئے اور کھانے پینے کا جو سامان ان کے پاس تھا ان دونوں نے نکال کر سامنے رکھا اور دونوں نے مل کر کھایا اور اس کے بعد وہ دونوں اپنے اپنے راستہ پر روانہ ہو گئے۔عیسائی امیر کو ان کا یہ طریقہ بہت پسند آیا ان میں سے ایک فرد کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ دوسرا شخص کون تھا انہوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں! کہا! تمہارا اس سے رشتہ کیا تھا۔انہوں نے کہا کہ کچھ بھی نہیں۔امیر نے کہا کہ وہ آیا کہاں سے تھا تو انہوں نے کہا مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔اس امیر نے کہا پھر یہ محبت کیسی تھی جو

http://Ashrafi.org

تم نے آپس میں کی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا یہ دستور اور طریقہ ہے! امیر نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں تم سب لوگ جمع ہوتے ہو۔ درویش نے کہا نہیں ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں ہے امیر نے کہا کہ اگر تم کہو تو میں تمہارے لیے جگہ کا انتظام کردوں جہاں تم سب یکجا ہوسکو۔ درویش نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے، پس حاکم نے شام میں رَملہ کے مقام پر ایک خانقاہ بنوادی:۔ پیر ہروی (حضرات خواجہ عبداللہ انصاری) نے اس خانقاہ کی تعریف میں کچھ شعر بھی کہے ہیں۔

اشعار

خیر دارٍ حلّ فیھا خیرارباب الدّیار	کیا ہی اچھا گھر ہے جس میں اتریں فخر روزگار
وقدیمـا دفـق اللّٰـہ خیرالاخیـار	اور ہمیشہ اچھوں کو اس میں رکھے پروردگار
ھی الـمعـالِم والا طلال علیھـا	چوٹیاں ہیں اور ہیں ٹیلے علامت کے لئے
مـــن الا حبـــاب الاثـــار	اسپہ ہیں احباب کے آثار کیسے خوشگوار

حضرت قدوۃ الکبرا نے شرح تعّرف سے یہ قول نقل فرمایا کہ اس میں آیا ہے کہ: جب پوچھا گیا کہ صوفیہ کو صوفیہ کیوں کہا جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صوفی کو اس وجہ سے صوفی کہا جاتا ہے کہ ان کا ظاہر و باطن پاک ہوتا ہے اس کا ہر باطنی راز اور ہر ظاہری اثر درست وراست ہوتا ہے۔ یعنی ان کا ظاہر و باطن روشن ہوتا ہے۔ باطن کی پاکیزگی یہ ہے کہ حق کے سوا ہر چیز سے انہوں نے اپنے باطن کو الگ کرلیا ہے (غیر حق سے باطن کو پاک کرلیا ہے) نہ غیر خدا سے امید رکھتے ہیں اور نہ غیر خدا سے کچھ سوال کرتے ہیں اور جو چیز ان کو حق تعالیٰ سے باز رکھے اور اپنا مشغول کرے اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور آثار ظاہر کی پاکیزگی ہے ہے کہ ان میں ریا نہیں ہوتا عجب وغرور سے پاک ہوتے ہیں۔ غرض وطمع سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سچ قدر خدمت زیادہ کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے ہیں۔ بعض حضرات نے صوفی کی تعریف اس طرح کی ہے کہ صوفی وہ ہے جس کا معاملہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کو بزرگی وکرامت کی نیست عطا کی گئی ہو۔

حضرت نورالعین نے صوفی کی تعریف دریافت کی آپ نے حضرت معزدے نقل کیا کہ صوفی تو نیست ہوتا ہے اور اگر ہست ہے تو صوفی نہیں ہے اور وہ یوں ہے کہ اس نے کہا حالانکہ وہ اس کی طاقت سے نہ تھا خبر نہیں کہ اس نے کہاں سے اور کس سے سنا تھا۔ سبحان اللہ اس سے زیادہ عجیب امر کس نے دیکھا کہ جہان میں نہیں ہے اور اگر ہے تو کوئی لباس میں پوشیدہ ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ مع اس جسم کے میرے دل میں گم ہے اور دل جان میں ہے اور وہ اس سے ہمیشہ زندہ ہے۔

حضرت قدوہ الکبرا فرماتے تھے کہ کسی نے شیخ ابو الحسن خرقانی سے پوچھا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا صوفی سجادہ و مرقع سے صوفی نہیں ہوتا اور رسم و راج سے صوفی نہیں ہوتا صوفی وہ ہے کہ نیست ہو بلکہ اس کا دن ایسا ہو کہ اس کو آفتاب کی حاجت نہ ہو اور رات ایسی ہو کہ چاند اور تاروں کی ضرورت نہ ہو ایسا نیست ہو کہ اس کو ہستی کی

حاجت نہ ہواورصوفی ہونے کے لئے شرط ہے کہ رات دن حق تعالیٰ کی یاد میں بیدار ہواورصوفی کی بیداری کے لئے شرط ہے کہ جب یادِحق کرے تواس کا سر سے پاؤں تک حق تعالیٰ کی یاد سے باخبر رہے نہ یہ کہ صرف لباس بدل ڈالے اورصوفی ہوجائے۔

رباعی

پوشندہ مرقع اند این حامی چند | نادان خرقہ پوش اعوام ہیں چند
بربستہ طامات الف لامی چند | حبوس ہوا حریص الف لام ہیں چند
نارفتہ رہ صدق و صفا گامی چند | رکھتے نہیں ہیں راہ صدق میں گام ہیں چند
بد نام کنندہ نکو نامی چند | بدنام کنندہ نکو نام ہیں چند

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اے عزیز صوفی بننا صرف دعوے سے ٹھیک نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے گواہ چاہیئے ۔ایک پوری عاجزی دوسرا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا۔

رباعی

ہر کہ او دعویٰ تصوف می کند | جس نے بھی دعویٰ تصوف کا کیا
در رہِ عرفان تعرف می کند | اور عارف راہِ عرفاں کا بنا
کردو شاہد از توجہ ۱ و انکسار ۲ | لائے دو شاہد توجہ ۱ انکسار ۲
آورد ورنہ تکلف می کند | ورنہ دعویٰ ہے تکلّف سے بھرا

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی کی خدمت میں یہ فقیراورحضرت میر سید علی ہمدانی اور مشائخ زمانہ کا ایک گروہ سب سے بیٹھے ہوئے تھے کہ تصوف کے معنی اوراہل عرفان کی بات نکلی ۔مجلس شریف ومحفل لطیف کے حاضرین سے ہرایک نے القاء وقت اوراپنی رسائی کے موافق معانی تصوف وارباب تعریف کو بتکلف کلام دررباراور گویائی گوہر نثار سے بیان فرمایا۔کسی نے کہا تصوف بالکل ادب ہے اورکسی نے کہا تصوف بالکل فضول کوترک کردینا ہے۔کسی نے کہا تصوف اب نام سے نہ کہ حقیقت اور پہلے حقیقت تھا نہ کہ نام ہی نام ۔رویم سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو کہا کہ صوفی وہ ہے کہ نہ کسی چیز کا مالک ہونہ کسی کو مالک بنائے یہ بھی کہا کہ تصوف کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ بالکل ادب ہی ادب ہے' جب سب بزرگوں نے باری باری معانی کے موتیوں کورشتہ بیان میں پردیا حضرت عبدالرزاق کاشی نے صاحب فتوحات سے نقل کیا کہ فرمایا تصوف خلق کا حق سبحانہ وتعالیٰ میں گم ہوجانا ہے فرمایا تصوف خارج ہونا ہے اورداخل ہونا ہے یعنی تم سے نکلنا اورتم میں داخل ہونا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے شیخ عبد الرزاق کاشی سے پوچھا کہ حضرت شیخ اکبر نے صوفی کے بیان میں کیا فرمایا ہے؟ فرمایا صوفی وہ ہے جس کا نہ کوئی نام ہے نہ رسم ہے اور نہ وصف ہے اور اس کی نشانیاں مٹ چکی ہیں۔فرمایا صوفی

http://Ashrafi.org

وہ ہے جس میں کوئی وصف قابل بیان نہیں پایا جاتا اور نہ ان کا پہچاننا خلق پر مشتبہ ہے۔فرمایا جس نے دنیا کو اہل دنیا کے لئے اور آخرت کو اس کے طالب کے لئے اور انانیت وغرور کو شیطانوں کے لئے چھوڑ دیا اور جہل کی تاریکی اور علم کی روشنی کے درمیان سے نکالا اور شرکِ خفی سے بچا اور ماسوا اللہ سے نظر ہٹا لیا تو اس کے باطن قلب نے جمال صدیقیت کے نور کو عرش پر حاصل کیا اور یہ پہلی صفت صوفی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ بعض اکابر مشائخ نے تفصیلی طور پر اور بت سے بزرگوں نے تاویل کے ساتھ معانی بیان فرمائے ہیں لیکن مجھے ان تمام تعریفوں میں حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا مقولہ بہت پسند آیا ہے۔انہوں نے ارشاد فرمایا ہے التّصوف کلّہ ادبٌ ' (تصوف تمام تر ادب ہے) اس لیے کہ تصوف کے تمام مجموعی معانی بلکہ ابتدا سے انتہاء تک تصوف کا جو کچھ مقصود و مطلوب ہے اور جو کچھ اصحاب وارباب تنبیہ کے لیے ہے وہ سب کچھ اس میں موجود ہے۔اس طائفہ علیہ کے اکثر احوال اور صوفیہ کرام کے مقامات موجود ہیں۔مثلاً اوّ لا اس جملہ میں یا اس تعریف میں وحدانیت کا اقرار ہے اور فردانیت کی اطلاع موجود ہے۔درویشوں کی خدمت کے تمام لوازم اداب میں داخل ہیں۔تمام عبادات و معاملات جیسے نماز، روزہ اور اس طرح کے دوسرے امور سب کچھ ادب ہے۔سلوک میں جس قدر مختلف اذکار و اشغال ہیں اور جلسہ ہائے متنوعّہ، مراقبہ، مشاہدہ اور وہ تمام دوسرے امور جو اس گروہ کے لیے مخصوص ہیں وہ حقیقت میں ادب ہی میں داخل ہیں۔سبحان اللہ، سبحان اللہ اس ادب سے بالاتر اور کون سا ادب ہوسکتا ہے کہ صوفی دوست کی عظمت و کبریائی اور کی بزرگی کے ملاحظہ کے بعد ہمہ اوست کا نعرہ بلند کرتا ہے اور سالک کو مراقبہ وحدت اور کثرت میں مشاہدہ وجہ خاص سے فنا الفنا حاصل ہوتا ہے اور حقیقی بقاء اتبقاء سے مل جاتا ہے۔

غزل

کمال وحدتش چون اقتضا کرد	کمالِ شان وحدت نے جو چاہا
وجود کائنات اوانقفا کرد	وجودِ خلق کو بالکل چھپایا
حضور حضرتش چون دید سالک	جو دیکھا بارگہ سالک نے اُس کی
ادب آن بود کو خودرا فنا کرد	ادب یہ ہے کہ اپنے کو مٹایا
چو سالک از شعور انتفا رفت	شعور نفی سے گذرا جو سالک
وجود خویش راآنگہ بقا کرد	وجود اپنا فنا سے تب بچایا
چوچشم ازکحل وجدان کرد مکحول	لگایا کحل و جدان آنکھ میں جب
ہمہ حق دید ہر کہ چشم وا کرد	تو آنکھوں نے اسے سب حق دکھایا
بل از ہرذرۂ اشرفؔ شنیدہ	سنا اشرفؔ نے ہر ہر ذرہ سے ہے
" اناالحق " ہم چو بایحیٰی ندا کرد	" اناالحق " مثل بو یحیٰی تھا کہتا

حضرت قدوۃ الکبرا حضرت پر ہروی قدس سرہٗ سے نقل فرماتے تھے کہ وہ کہتے ہیں تصوف اور تصرف نہیں ہوتے، تصوف اور تصرف جمع نہیں ہوتے اور دنیا کا افسوس کرنا اوراس کی قیمت رکھنا انسان کی تصوف کے دائرہ سے نکال لیتا ہے بالکل اس طرح جیسے خمیر سے بال نکال لیتے ہیں۔صوفیوں کی نظر میں دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے اوراس کے لیے وہ غمگین نہیں ہوتے اگر تم دنیا کو ایک لقمہ بنا کر صوفی کے منہ میں ڈالدو تو یہ اسراف نہیں ہے بلکہ اسراف یہ ہے کہ اس کو حق تعالےٰ کی رضا جوئی میں خرچ نہ کرو۔حق تعالیٰ تم سے ترک دنیا اس قدر نہیں چاہتا جتنا کہ وہ دنیا کی دوستی اور محبت کو تمہارے دل سے مٹانا چاہتا ہے یعنی تم دنیا کی محبت کو ترک کردو! دنیا تو تمہارے لئے ایک مٹی کا ڈھیلا ہے اور تم کو اس سے غیرت ہے۔

شیخ ابوالوفا خوارزمی نے حضرت قدوۃ الکبرا سے دریافت کیا کہ ان حضرات (فقراء) کو صوفی کس اعتبار سے کہا جاتا ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ دو اعتبار سے ان کو صوفی کہا جاتا ہے یا صفاء اسرار کی وجہ سے یا اس لئے کہ وہ وصف میں اول ہوتے ہیں باعتبار ان دونوں معنی کے صوفی ان کو سب نے کہا ہے اکثر لوگ تو اس لحاظ سے ان کو صوفی کہتے ہیں کہ انہوں نے صوف کا لباس اختیار کرلیا ہے (صوف کے لباس پہنتے ہیں) اور صوف پیغمبروں (علیہم السّلام) کا لباس ہے اس کی تشریح حسبِ موقع انشاءاللہ کی جائے گی

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اصحاب تصّوف کی نسبت صفا وار بابِ صفت سے نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ صوفیوں کے اخلاق اصحاب صفہّ سے لے گئے ہیں۔صفہّ مدینہ منورہ میں اس جگہ کا نام ہے جس کو قبا کہا جاتا ہے۔مدینہ منورہ سے یہاں کا فاصلہ" ۲دو فرسنگ کا ہے۔وہ درویش جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے یہاں رہتے تھے۔یہ حضرات دنیا اور اصحاب دنیا سے الگ تھلگ رہا کرتے تھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے کہ ہے اصحاب صفہّ جن کی تعداد چالیس افراد تھی صرف ایک ایک خرما کھا کر وقت گزارا کرتے تھے اوران کے پاس پہننے کے لیے بہت کم کپڑے تھے اکثر برہنہ رہتے تھے، اور یہ حضرات خود کو ریت میں چھپالیا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو سب کے لیے صرف ایک جوڑے کپڑے تھے۔ایک فرد یہ کپڑے پہن کر نماز ادا کرتا باقی ریت سے جسم ڈھانکے رہتے۔یہ شخص جب نماز ادا کرلیتا تو یہ کپڑے دوسرا شخص پہن لیتا اور نماز ادا کرتا اس طرح یکے بعد دیگرے سب اسی ایک لباس سے نماز ادا کرتے۔مذہب تصوف کی اصل اسی سے ہے۔یعنی دنیا سے اعراض کرنا، مخلوق سے خصومت نہ کرنا جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کرنا اور جو نہ ملے اس کی طلب وجستجو نہ کرنا، توکل پر زندگی بسر کرنا اور اختیار اللہ تعالےٰ کے حوالہ کرنا اور قضائے الٰہی پر راضی رہنا۔اہل وطن اور دوستوں سے الگ تھلک رہنا یہ تمام صفتیں اہل صفہ کہ تھیں اور بعینہٖ یہی تمام صفات اصحاب تصوف کی ہیں اور صوفیہ کا اصل طریقہ یہی تھا۔امتداد زمانہ سے یہ تمام صفات تباہ ہوگئیں جس طرح اور بہت سی خرابیاں دوسرے معاملات میں پیدا ہوگئیں۔اصل مذہد میں طعن نہیں ہے بلکہ طعن تو اس شخص کے بارے میں ہے جو مذہب کے خلاف کرتا ہے۔مثلاً اگر کوئی سوداگر خیانت وبدیانتی کرے

http://Ashrafi.org

تو اس سے اصل تجارت پر حرف نہیں آتا بلکہ قصور سارا تاجر کا ہے (نہ کہ تجارت کا) یا کوئی غازی میدانِ جنگ سے بھاگ جائے تو اس سے جہاد پر حرف نہیں آتا کوئی عالم دنیا کا طلب گار بن جائے تو اصل شریعت تباہ نہیں ہوسکتی بادشاہ ظلم وستم پر کمر باندھے تو بادشاہت کا قصور نہیں ہے۔ ہر زمانہ میں ہر گروہ ایک دوسرے کے لائق ہوا ہے (بہر روزگارے ہر گروہے درخور یکدیگر باشند) صوفیہ بھی اصل میں اسی طریقت کے حامل گزرے ہیں'

حضرت قدوۃ الکبرا سے ایک عزیز نے دریافت کیا کہ صوفیوں کے لیے دستبد (زوال) کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پیر ہروی فرماتے ہیں۔ حال محال اور کلام میں باطل اشارات۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ ابوبکر یزدنیاز قدس سرہٗ نے خواب میں خداوند عزوجل کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا کہ الٰہی میری ایک حاجت ہے اس کو پورا فرمادے۔

شعر

شبی حق را کسی درخواب دیدہ   کسی نے خواب میں حق کو جو دیکھا
نیازی خواست شد در آب دیدہ   مدد چاہی ہوا وہ آمدیدہ

ان کو جواب ملا کہ اب اور اس سے بڑھ کر کیا چاہتا ہے میں نے تجھ کو صوفیوں کے دستبد سے رہا کر دیا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ صوفی تو یہاں دنیا میں مہمان ہے اور مہمان کا میزبان سے کسی بات کا تقاضا کرنا شرطِ ادب نہیں ہے۔ اس کو تو منتظر رہنا چاہئیے تقاضا کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بغداد کے عجائب تین ہیں:۔(۱) شبلی کی فریاد، (۲) مرتعش کے نکات اور (۳) خلدی کی حکایات

شیخ عبداللہ باکو فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ رودباری کا ارشاد ہے کہ تصوف تکلف کو ترک کرنا اور یکسوئی کو اختیار کرنا ہے اور دعویٰ بزرگی کو ترک کر دینا ہے۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا ہے کہ تصوف نام ہے تمکین وتلوین کے تخت پر جلوس کرنے کا۔ الٰہی ہم کو اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر ثابت قدم فرمادے۔

---

http://Ashrafi.org